قال اللہ تبارک و تعالیٰ ادعونی استجب لکم

الحمد للہ کہ بامداد خالق کونین این کتاب مزیل غین ریب و رین اہل زیغ و مین و دافع شین در دعاے جلسہ بین الخطبتین المسمی

تنویر العینین فی جواز الدعاء فی الجلسۃ بین الخطبتین

حسب الارشاد جناب مولانا مولوی سید احمد صاحب حسنی چشتی قادری دام مجدہ

باہتمام الراجی الی رحمۃ اللہ العلی سید ... بخاری ... آنریری ... عبدالصمد قادری عفی عنہ

در مطبع گلزار حسنی بحلیۂ طبع محلّی گردید

علمائے کرام اہل سنت بمبئی و سورت و بدایون و بریلی و بنگلور و مدراس و حیدرآباد دکن
نقل کرتا ہون حسبنا اللہ و نعم الوکیل ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم

قولہ ابتداء خطبہ سے تا اختتام خطبہ ہاتھ اوٹھا کر دعا مانگنا خطیب اور غیر خطیب دونون کو ناجائز ہے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور ائمہ مجتہدین سے کوئی دعا فیما بین خطبتین عند الجلوس ثابت نہین ہوئی جیساکہ رد المختار حاشیہ در مختار مین صراحۃً مرقوم ہو ومحل الخلاف قبل الشروع اما بعدہ فالکلام مکروہ تحریماً باقسامہ کما فی البدایع بحر وغیرہ **اقول** اگر کچھ بھی فہم ہوتی تو سمجھ لیتے کہ صاحب رد المختار جو بحر وغیرہ سے یہ قول نقل کرتے ہین مراد اوس سے حالت قرأۃ خطبہ ہو نہ حالت سکوت اور حالت سکوت مین کلام دنیوی کے جواز و عدم جواز مین بقول اصح مذہب حنفی مین اختلاف ہو کہ تسبیح و درود وغیرہ اس اختلاف سے خارج ہین۔ دیکھو صاحب رد المختار جو اس مسئلہ کو بحر سے نقل کرتے ہین عبارت بحر کی یہ ہے ویجب ان یکون محل الاختلاف قبل شروعہ فی الخطبۃ ویدل علیہ قولہ علی قول ابی حنیفۃ واما وقت الخطبۃ فالکلام مکروہ تحریماً ولو کان امراً بمعروف او تسبیحاً او غیرہ کما صرح بہ فی الخلاصۃ وغیرہا

قولہ اور نیز اوسی کتاب مین لکھا ہو الی قولہ قال فی المعراج فیسن الدعاء بقلبہ لا بلسانہ لانہ مامور بالسکوت **اقول** اگر علامہ شامی نے تصریح کردی ہوتی کہ بروایت اصح وارجح وقت خروج امام سے آخر نماز تک کلام دینی بھی مطلقاً حرام ہو خواہ خطیب خطبہ پڑھتا ہو خواہ ساکت ہو تو البتہ استدلال اس سے صحیح ہوسکتا حالانکہ علامہ شامی کی اس عبارت مین ہرگز تصریح نہین اور نہ صاحب معراج الدرایہ کے قول روایت امام اعظم لکھا ہو۔ اگر قول علامہ شامی کا اس شخص کے نزدیک معتبر ہو تو پھر یہ جو انھون نے بدلیل ولا کلام
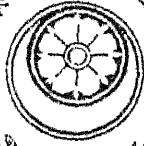
بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم وآلہ وصحبہ واولیاء امتہ اجمعین

اہل اسلام پر واضح ہے کہ حرمین شریفین زادہما اللہ تکریما وتعظیما ودیگر بلاد اسلامیہ مین اجابت اذان خطیب اور دعا اذان کے قبل شروع خطبہ کے اور اسی طرح وقت سکوت خطیب بین الخطبتین قرأۃ کلام الٰہی یا دعا پڑھنا اور اسیطرح بعد خطبہ جواب اقامت بلا نکیر معمول متعارف ہے۔ تھوڑے زمانہ سے فرقۂ وہابیہ جو گاہ گاہ براہ تقیہ ونفاق اپنے کو حنفی کہنے لگتے ہین اور تحریف وتصرف اپنے دعاوے کی دلیل مین بعض عبارات مجملہ فقہ بھی پیش کر دیتے ہین۔ اس مسئلہ مین بھی مسلمانون کے گمراہ ٹھہرانیکے واسطے اشتہارات وتحریرات شایع کرتے تھے۔ لہذا فقیر حقیر محمد عثمان نے ایک اشتہار مع مواہیر علماء حنفیہ مین ازروے ارجح واصح مذہب حنفی کے کتب مشہورہ فقہ حنفی سے جواز انکا ثابت کر دیا تھا جسکے جواب نام سے ایک اشتہار مطبع حسنی مین محمد یوسف شاگرد دین محمد صاحب کے نام چھپا ہوا دیکھا گیا ہر چند واقفین کتب فن پر اس شخص کی بطالت وجہالت بخوبی ظاہر ہے لیکن تفہیم عوام کیواسطے اظہار حقیقۃ الحال ضرور معلوم ہوا لہذا چند تلبیسات واغلاط کی اطلاع اہل اسلام کو دیجاتی ہے باقی اوسکی گستاخیون اور بے ادبیون اور بے تہذیبیون سے جنکا بنسبت علماء شریعت تمہید مین ارتکاب کیا ہے قطع نظر کیجاتی ہے اور آخر مین اپنے اشتہار سابق کی تائید وتصدیق مین فتاو

فیما

مصنف علامہ حسن چلپی کو ٹھہرایا حالانکہ مصنف چلپی حاشیہ شرح وقایہ کے یوسف چلپی ہیں
نہ حسن چلپی کما ھو فی کشف الظنون وغیرہ ثانیاً اسی حاشیہ چلپی میں یہی تصریح فرمائی
ہے قولہ والکلام یرید بہ ماسوی التلاوۃ والتسبیح ونحوھما علی الاصح
قولھم عمدۃ القاری میں ہے ثم اختلف العلماء فی وقت الانصات فقال
ابو حنیفہ خروج الامام یقطع الکلام والصلوٰۃ جمیعا الخ **اقول** یہی صاحب
عمدۃ القاری شرح ہدایہ میں فرماتے ہیں ھذا الذی ذکر من کراھۃ الصلوٰۃ والکلام
وقت خروج الامام عند ابی حنیفۃ اختلفوا علی قولہ فقال بعضھم یکرہ
کلام الناس اما التسبیح واشباھہ فلا یکرہ وقال بعضھم یکرہ کل ذلک
والاول اصح **قولھم** مرقاۃ میں ہے کیف یدعو وھو مامور بالانصات
اجیب لیس من شرط الدعاء التلفظ بل استحضارہ بقلبہ کاف الخ **اقول**
عبارت مرقاۃ کی باب الجمعہ کے آخر فصل میں یوں ہے وقد سئل البلقینی کیف یدعو حال
الخطبۃ وھو مامور بالانصات فاجاب لیس من شرط الدعاء التلفظ بل
استحضارہ بقلبہ کاف ہر ذی فہم سمجھتا ہو کہ صاحب مرقاۃ نے علامہ بلقینی سے وقت
قرأۃ خطبہ مامور بانصات ہونا نقل کیا جو یہاں مبحوث عنہ نہیں پس اس قول سے مطلب
مفتی کا جو ثابت کرنا الزام ارتکاب حرام کا ائمہ اسلام پر تھا ہرگز ثابت نہیں ہوتا اسی لئے
لفظ حال الخطبہ کا اپنی چالاکی سے ترک کر دیا **قولہ** مشکوٰۃ ترمذی ابوداؤد میں مروی
ہے کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یخطب ثم یجلس ولا یتکلم ثم یقوم فیخطب الخ
اقول مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں ہو ولا یتکلم اوحال جلوسہ یعنی الذکر
والدعاء او القرأۃ سرا والاولی القرأۃ لروایۃ ابن حبان کان رسول اللہ صلی اللہ

کو قرار دیا ہے ای من جنس کلام الناس اما التسبیح ونحوہ فلا یکرہ وھو الاصح کما فی النھایۃ والعنایۃ الخ اسکو کیون مردود قرار دیا جاتا ہے **قولہ** کنز الدقایق مین لکھا ہے اذا خرج الامام فلا صلوۃ ولا کلام **اقول** بحر رایق شرح کنز مین ہے وفی النھایۃ اختلف المشایخ علی قول ابی حنیفۃ قال بعضھم انما یکرہ ما کان من کلام الناس اما التسبیح ونحوہ فلا وقال بعضھم کل ذلک مکروہ والاول اصح الخ **قولہ** شرح وقایہ مین ہے اذا خرج الامام حرم الصلوۃ والکلام حتی یتم خطبتہ اور ہدایہ مین ہے اذا خرج الامام یوم الجمعۃ ترک الناس الصلوۃ والکلام حتی یفرغ من خطبتہ **اقول** شرح وقایہ اور ہدایہ کا نام تو کیسے بتانے سے دیا لیکن اتنی لیاقت کہان کہ اہل تحقیق وترجیح کے حواشی کی تصریح تصحیح وتوضیح وتنقیح کو دیکھتے کفایہ مین ہے قولہ اذا خرج الامام ترک الناس الصلوۃ والکلام اختلف المشایخ علی قول ابی حنیفۃ قال بعضھم انما یکرہ الکلام الذی ھو من کلام الناس اما التسبیح واشباھہ فلا وقال بعضھم کل ذلک یکرہ والاول اصح کذا فی مبسوط شیخ الاسلام عنایہ مین ہے یرید بہ ما سوی التسبیح ونحوہ علی الاصح **قولہ** شرح وقایہ کے حاشیہ پر علامہ حسن چلپی نے لکھا ہے الاصل فی کراھۃ الکلام فیما بین الخطبتین والخطبۃ والصلوۃ ان الخطبۃ قایمۃ مقام الشفع الی قولہ اور محشی موصوف نے اس دلیل کے ساتھ یہ بھی لکھا ہے لو قال المصنف یتم صلوتہ مکان خطبتہ لکان احسن لان الروایۃ عن الاعظم محفوظۃ فی المبسوط وغیرہ ان الکلام یکرہ عندہ ما بین الخطبۃ والصلوۃ الخ **اقول** اولا اس شخص کی ناواقفی کا حال دیکھنا چاہیے کہ شرح وقایہ کے حاشیہ کا

مصنف

علی قولہ وقد ثبت فی صحیح البخاری ان معاویۃ اجاب الاذان وھو علی المنبر
وقال یا ایھا الناس انی سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی ھذا المجلس
حیث اذن المؤذن یقول مثل ما سمعتم من مقالتی فاذا ثبت الاجابۃ من صاحب
الشرع وصاحبہ فما معنی الکراھۃ الخ اور وہ جو تمہید مین بحر سے نقل کیا کہ صحابی کا کہا
ہمارے لئے حجت ہے اوسکا حال بھی یہین سے ظاہر ہو گیا علاوہ برین علامہ بحر العلوم ارکان
اربعہ مین روایت فرماتے ہین عن شہاب قال قال ثعلبہ بن مالک انھم کانوا فی زمن عمرؓ
یصلون یوم الجمعۃ حتی یخرج عمر فاذا خرج عمر وجلس علی المنبر قال ثعلبۃ جلسنا
نتحدث فاذا سکت المؤذن وقام عمر خطیبا انصتنا قال ابن شہاب فخروج الامام
یقطع الصلوۃ وکلامہ یقطع الکلام رواہ مالک فھذہ الروایۃ تدل علی انہ کان
ھذا عادتھم ولم ینکرہ احد ممن کان فی الصلوۃ وکان منھم امیر المومنین علی
وابن عمر وابن عباس ھذا اقوی مما رواہ ابن شیبہ **قولہ** ان تمام کتابون سے
صاف صاف یہی معلوم ہوتا ہے کہ اس جلسہ مین خطیب اور سامعین دونون کو خواہ ہاتھ اوٹھا کر
ہو یا بغیر ہاتھ اوٹھائے زبان سے دعا کرنا امام اعظم کے مذہب مین مکروہ تحریمی ہے **اقول**
اون کتابون کے حوالون کا حال تو بخوبی ظاہر ہو چکا کہ اقوال مجیب سے مذہب مرجح اصح اہل
تحقیق کا باطل نہین ہو سکتا لیکن قطع نظر اس سے اتنا بھی نہین سمجھتا کہ اقوال امام ابو یوسف وامام
محمد بھی داخل مذہب امام اعظم ہین پس اونکو مخالف مذہب حنفی کا ٹھہرانا اور طعن مخالفت شریعت کا لگانا
علاوہ جہالت کے محض ضلالت بھی ہے پس اگر بالفرض امام ہمام کا ایک ہی قول قرار دیا جائے اور
قول اصح کو اور محققین کی تصریح تصحیح کو باطل ہی ٹھہرایا جاوے تب بھی عمل کرنا قول ابو یوسف
پر مثلاً مذہب حنفی سے خروج نہین ٹھہر سکتا وتفصیلہ فی فتاوی المولوی شاہ عبد العزیز صاحب

علیہ وسلم بغیر عذر فی جلوسہ کتاب اللہ الخ (لطیفہ) یہان پر جو اس شخص
نے اس حدیث سے استدلال کیا ہو قطع نظر مرقاۃ وغیرہ سے اسکو خیال نرہا کہ خود تمہید
مین جو اس فقیہ کی نسبت لکھا تھا کہ ہم مفتی صاحب سے پوچھتے ہین کہ آپ مقلد ہین یا
غیر مقلد اگر مقلد ہین تو کیون اقوال فقہا سے اعراض کرکے احادیث کیطرف رخ کیا۔ اگر
غیر مقلد ہین تو ہم اوس حدیث فعلی کے جواب مین حدیث قولی اذا خرج الامام فلا
صلوٰۃ ولا کلام پیش کرتے ہین الخ یہان آکر اوسکو بھول گیا لہذا یاد دلایا جاتا ہو کہ آپ
مقلد ہین یا غیر مقلد اگر مقلد ہین تو اس حدیث کی معنی جو علما رحنفیہ شافعیہ نے مرقاۃ وغیرہ
مین لکھی ہین اوسکو کیون نہین مانتے اور اگر غیر مقلد ہین تو اگرچہ مرقاۃ وغیرہ کا قول آپ کو مفید
نہین لیکن مولوی عبدالحی صاحب لکھنوی کا قول جو اس زمانہ مین غیر مقلدین کے مستند
ہین مقبول ہونا چاہیے حاشیہ شرح وقایہ مین ہو ھذا الجلوس عند الاذان والجلوس
بین الخطبتین سنتان متوارثتان عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واصحابہ
کما ان القیام حال الخطبۃ وکونھا علی المنبر سنۃ ایضاً فلا یکرہ الکلام
الدینی فی ھاتین الجلستین لا من الخطیب ولا من غیرہ الی آخرہ ملخصاً
شرح موطا مین بعد نقل قول اصح امام اعظم کے لکھتے ہین بھذا یظھر ضعف ما فی الدر المختار
نقلا عن النھر ینبغی ان لا یجیب اتفاقا فی الاذان بین یدی الخطیب وان یجیب
اتفاقا فی الاذان الاول یوم الجمعۃ انتھی وجہ الضعف اما اولا فلانہ لا وجہ
لعدم الاجابۃ عندھما لانہ لا یکرہ عندھما الکلام الدینی قبل الشروع فی الخطبۃ
بل لا یکرہ الکلام مطلقا عندھما قبلہ علی ما نقلہ جماعۃ بخلاف ما نقلہ
صاحب العون وغیرہ اما ثانیا فلانہ لا وجہ لعدم الاجابۃ ایضا علی ما ھو الاصح

صاحب اور اُنکے متبعین کے دفع فرمائے جائین اور استناد کتب مشہورہ معتمدہ سے فرمایا جائے۔ اگر تحقیق اس مسئلہ کی جناب مولوی عبدالحی صاحب لکھنوی مدرس فرنگی محل کی تصنیفات مین پائی جائے تو اونکے اقوال کو بھی ضرور تحریر فرمانا چاہئے کہ کٹھوری صاحب کے اس فتوے مطبوعہ سے بھی اونکا مستند و معتمد ہونا ظاہر ہے

بَیِّنُوا تُوجَرُوا

السائل

عبدالحمید بن حافظ عبدالحق سورتی

الجواب واللہ الملہم للصدق والصواب

حکم فسق و ضلالت اور نیز حکم خروج از حنفیت قائلین مذکورین پر باستدلال اذا خرج الامام فلا صلوٰۃ ولا کلام عند التحقیق صورت مسؤلہ مین صحیح نہین ہے اوّلا اس واسطے کہ تصریح اکابر محققین کے بقول ارجح حضرت امام اعظم علیہ الرحمہ کے نزدیک مجرد خروج امام سے بقصد خطبہ جو کلام حرام ہوجاتا ہے وہ کلام مباح دنیوی ہے نہ دینی اخروی۔ ہان وقت استماع خطبہ کے ہر طرح کا کلام بسبب مخل استماع ہونیکے ناجایز ہے کہ انصات مطلقا واجب ہے۔ پس عدم جواز اجابت اذان خطبہ و دعائے اذان و عدم جواز قرأت قرآن و دعا بین الخطبتین و عدم جواز اجابت اقامت جو مخل استماع خطبہ و مخالف انصات نہین ہے بقول ارجح حضرت امام اعظم رح سے ثابت نہین نہ اونکے اس قول سے اس تقدیر پر یہہ امر لازم ہے بعض روایات و متون فقہیہ مین جو لفظ مطلق کلام کا مقام نہی مین وارد ہوا ہے۔ اکابر شراح محققین نے تصریح فرمادی ہے کہ

الفتوی وغیرها والله اعلم وبیده ازمة التوفیق
ولاحول ولا قوة الا بالله

فتوی علمای کرام اہلسنت بمبئی

بسم الله الرحمن الرحیم

سوال

حرمین شریفین زادہما اللہ تعالی شرفا و دیگر بلاد عرب وعجم مین تعامل علمار تقوی شعار کا ایسا دیکھنے مین آیا کہ بعد جلوس خطیب کے منبر پر شبہ جمعہ کے ازان کی اجابت سراً اور اور بعد اذان دعا سراً اور یون ہی وقت جلوس وسکوت امام بین الخطبتین قراءۃ سورہ اخلاص یا آیہ (ربنا اٰتنا الخ) یا اور دعا سرا اور اسیطرح اجابت اقامت سرا معمول امام ومقتدیون کا ہے با چند ایام سے مدرس مدرسہ کٹھور ضلع سورت کے نام سے جو فتوی عدم جواز ذکر ودعا کا وقت خروج امام سے ختم نماز تک بدلیل قطعی بڑے زور وشور کا مشہور ہوا جسکی وجہ سے اونکے متبعین کبھی ساتھ نرمی کے خروج مجوزین دعا واجابت مذکور مذہب حنفی حنیفی سے اور کبھی ساتھ سختی کے بہیلہ استحلال حرام الزام خروج از اسلام مجوزین مذکورین پر لگاتے ہین جس سے عوام اہل اسلام کو نہایت خلجان واقع ہو رہا ہے۔ لہذا بخدمت علمار محققین کے یہ استفتا پیش کیا جاتا ہے کہ آیا قائلین مذکورین پر حکم فسق وضلالت یا خروج از حنفیت بقول ارجح بجا ہے یا بیجا؟ اگر بیجا ہو تو شبہات کٹھوری

عطا جب

دعا بطریق اولیٰ جایز خواہد بود وعلی الخصوص در احادیث صحیحہ آمدہ کہ ساعة الاستجابة
مابین ان یجلس الامام فی الخطبة الی ان یقضی الصلوٰة الی قولہ پس باید کہ
در وقت جلوس کہ در ظاہر روایت مقدار سہ آیت وارد است کما فی التجنیس وغیرہ
رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا الخ برعایت معنی بخواند کہ عمل بظاہر روایت واحادیث صحیحہ واقع گردد
واگر دست بر داشتہ بخواند موافق طریقہ دعا کہ در احادیث ہست واقع گردد وعمل بزرگان
نیز ست بالجملہ بہت اکابر محققین نے ایسا ہی لکھا ہو۔ اور بعض کتب فقہیہ سے مانند درمختار
وغیرہ کے جو اسکے خلاف سمجھا جاتا ہے محققین نے تصریح فرمادی ہو وہ تفریع مبنی ہو مذہب
غیر اصح پر علامہ طحطاوی باب الاذان مین متعلق قول درمختار کے لکھتے ہین **قولہ**
لا یجیب بلسانہ اتفاقا فی الاذان بین یدی الخطیب الخ مراعاة لقول الامام
بکراہة الکلام مطلقا اذا صعد الخطیب المنبر لکن سیاتی فی الجمعة ان
الاصح جواز الاذکار عندہ قبل الشروع فی الخطبة فلا مانع من الاجابة باب الجمعہ
مین فرماتے ہین **قولہ** ولا کلام ای من جنس کلام الناس اما التسبیح ونحوہ
فلا یکرہ وھو الاصح اور متعلق قول والخلاف فی کل کلام یتعلق بالآخرة فرماتے
ہین ھذا احد قولین والاصح کما فی النھایة والعنایة انہ لا یکرہ نحو التسبیح عندہ
ایضا قولہ علی ھذا ای علی قولہ والخلاف وقد علمت الاصح الی اٰخرہ پس مذہب
اصح کی بطلان پر حکم جزمی کرنا اور ثبوت حرمت قاطعہ کا اعتقاد رکھنا باطل ہو غایة الامر یہ ہے
بعض علما رسابقین نے جو با وجود اقرار اوسکے اصح ہونیکے سکوت مین احتیاط سمجھی ہے کہ یہہ
دوسرا امر ہے اسکو ادعاء ثبوت حرمت قاطعہ سے کیا علاقہ ہے تاکہ اوسکی بناء پر مسلمانون پر طعن
ولعن جایز سمجھی جاے۔ اور مولوی عبد الحق صاحب مقیم کٹھور ضلع سورت کی تفہیم کے واسطے اسیقدر

کہ مراد اس سے کلام دنیوی ہو۔ چلپی حاشیہ شرح وقایہ میں فرمایا ہے **قوله** والکلام یرید به ماسوی التلاوة والتسبیح ونحوهما علی الاصح وقال بعضهم کل کلام الخ عنایہ حاشیہ ہدایہ میں۔ وترك الناس الصلوة والکلام یرید به ماسوی التسبیح ونحوه علی الاصح وقال بعضهم کل کلام وهذا عند ابی حنیفة وقالا لاباس بالکلام قبل الخطبة وبعدها قبل التکبیر الخ کفایہ حاشیہ ہدایہ میں ہے **قوله** اذا خرج الامام یوم الجمعة ترك الناس الصلوة والکلام ثم اختلف المشایخ علی قول ابی حنیفة قال بعضهم انما یکره الکلام الذی هو من کلام الناس اما التسبیح واشباهه فلا وقال بعضهم کل ذلك یکره والاول اصح کذا فی مبسوط شیخ الاسلام علامہ عینی شرح ہدایہ میں لکھتے ہیں هذا الذی ذکر من کراهة الصلوة والکلام وقت خروج الامام عند ابی حنیفة اختلفوا علی قوله فقال بعضهم یکره کلام الناس اما التسبیح واشباهه فلا یکره وقال بعضهم یکره کل ذلك والاول اصح الخ علامہ نابلسی شرح طریقہ محمدیہ میں فرماتے ہیں واجمعوا علی ان من یسمع الخطبة لا یتکلم بکلام الناس وقال الشیخ الوالد عند قول صاحب الدرر وبخروج الامام ای الصعود علی المنبر حرم الصلوة النافلة ولو سنة ای تحیة المسجد والکلام العرفی لا التسبیح ونحوه وهو الاصح کما ذکره فخر الاسلام وقیل مطلقا کما فی النهایة والعنایة ومطلقا حال الخطبة ولو من الخطیب کما فی البدایع الا ان یکون امرا بمعروف الخ ملخصا صاحب مفتاح الصلوة لکھتے ہیں۔ باید دانست چون در وقت سکوت امام یعنی قبل از شروع تسبیح وذکر وقرات بروایت صحیح جایز شد۔ در میان دو خطبہ کہ امام می نشیند

فی ھاتین الجلستین لامن الخطیب ولامن غیرہ الخ ملخصا تعلیق ممجد شرح موطا امام محمدؒ میں بھی بعد نقل قول اصح امام اعظمؒ کے نہایہ و بنایہ وغیرہ سے لکھا ہے بھذا یظھر ضعف ما فی الدر المختار نقلا عن النھر ینبغی ان لا یجیب اتفاقا فی الاذان بین یدی الخطیب وان یجیب اتفاقا فی الاذان الاول یوم الجمعۃ انتھی وجہ الضعف اما اولا فلانہ لا وجہ لعدم الاجابۃ عندھما لانہ لایکرہ عندھما الکلام الدینی قبل الشروع فی الخطبۃ بل لایکرہ الکلام مطلقا عندھما قبلہ علی ما نقلہ جماعۃ بخلاف ما نقلہ صاحب العون وغیرہ واما ثانیا فلانہ لا وجہ لعدم الاجابۃ علی مذھبہ ایضا علی ما ھو الاصح وقد ثبت فی صحیح البخاری ان معاویۃ رضؓ اجاب الاذان وھو علی المنبر وقال یا ایھا الناس انی سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی ھذا المجلس حین اذان المؤذن یقول مثل ما سمعتم من مقالتی فاذا ثبت الاجابۃ عن صاحب الشرع وصاحبہ فما معنی الکراھۃ الخ اور

ثانیاً اگر بلحاظ دوسری روایت کے جسمیں وہ تفصیل مذکور نہیں ہے بتصریح تصحیح محققین مذکورین کے نسبت قول حضرت امام اعظمؒ کے باطل قرار دیجائے اور کلام اخروی بھی امام اعظمؒ کے نزدیک ناجائز ٹھہرایا جائے جیسا کہ بعض علماء نے لکھا ہے گو غیر اصح ہے یا بلحاظ اختلاف قولین سکوت کو احوط مانا جائے جیسا کہ علامہ زیلعی نے خیال فرمایا ہے تب بھی امام ابو یوسفؒ کے قول سے بین الخطبتین اور صاحبین کے قول سے قبل الخطبہ اور بعد الخطبہ کلام اخروی بہرحال مسلّم ہے پس چونکہ اقوال مشہورہ مختارہ حضرت امام ابو یوسفؒ وغیرہ کے بھی داخل مذہب حنفی ہیں پس جن علماء حنفیہ کا تعامل بلاد اسلام میں امام ابو یوسفؒ کے قول پر مثلاً چلا آتا ہو اونکو خارج از مذہب حنفی کہنا باطل محض ہے چہ جائیکہ حکم گمراہ یا گنہگار

تو فی شہر ... میں ... سے ... عقیقہ میں جو اپنے مولینا مولوی عبدالحی صاحب کے
... سے ساتھ استناد و اتباع و تقلید پر تفاخر ظاہر کیا ہے وہی جناب مولوی صاحب ممدوح
عمدة الرعاية حاشیہ شرح وقایہ میں فرماتے ہیں **قوله** حرم الصلوة ولوكان نفلا او
سنة كتحية المسجد يدل عليه قول الزهري خروجه يقطع الصلوة وكلامه
يقطع الكلام اخرجه مالك في الموطا، واخرج ابن ابي شيبة عن علي وابن عباس
وابن عمر انهم كانوا يكرهون الصلوة والكلام بعد خروج الامام واخرج
اسحق بن راهويه في مسنده عن السائب كنا نصلي في زمن عمر يوم الجمعة
فاذا خرج عمر وجلس على المنبر قطعنا الصلوة وكنا نتحدث ويحدثنا وربما يسئل
الرجل الذي يليه عن سوقه ومعاشه فاذا سكت المؤذن وخطب لم يتكلم
احد حتى يفرغ من خطبته اه اور اسی میں ہے اما الكلام فانما يكره منه قبل شروع
الخطبة ان يكون لا الديني كالاذكار والتسبيح وبعد الشروع فيها يكره مطلقا
هذا هو الاصح كما في النهاية وغيره فلا يكره اجابة الاذان يوذن بين يدي
الخطيب وقد ثبت ذلك من فعل معاوية في صحيح البخاري ولا دعاء الوسيلة
بما ثور بعد ذلك الاذان هذا عند ابي حنيفة وعندهما لا باس بالكلام
الدنيوي اذا خرج الامام قبل ان يشرع في الخطبة واذا نزل قبل ان يكبر لان
الكراهة للاخلال بالاستماع ولا استماع ههنا بخلاف الصلوة فانها قد
تمتد اه اور اسی میں ہے **قوله** واذا جلس هذا الجلوس عند الاذان والجلوس
بين الخطبتين سنتان متوارثتان عن رسول الله صلى الله عليه وسلم واصحابه
كما ان القيام حال الخطبة وكونه على المنبر سنة ايضا فلا يكره الكلام الديني

حنفیہ کے لازم ہو۔ جیسے مثلاً عین خطبہ مین وقت قرأت آیہ یا ایہا الذین اٰمنوا صلوا
علیہ وسلموا تسلیما کے سکوت و انصات سے استثنا اور حکم درود شریف پڑھنے کا سراً
وخفیۃً بہت متون وشروح مین محققین حنفیہ نے اختیار فرمایا ہے۔ باوجود مخالفت کے ظاہر
روایت مشہورہ مشایخ ثلثہ سے جسپر مدار استدلال مجیب اور اسکے اتباع کا ہو۔ وقایہ مین ہو
لا یقرأ المؤتم بل یستمع وینصت وان قرأ الامام اٰیۃ الترغیب والترھیب
او خطب او صلی علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم الا اذا قرأ قولہ تعالیٰ صلوا
علیہ فیصلی سرا الخ۔ فی المختصر۔ وینصت المؤتم وکذا فی الخطبۃ الا اذا
قرأ صلوا علیہ فیصلی سرًا الخ علامہ برجندی لکھتے ہین ای الا اذا قرء الخطیب
قولہ تعالیٰ یا ایہا الذین اٰمنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما فیصلی السامع بلسانہ
خفیۃ وھذا مختار الطحاوی وقال مشائخنا لا یصلی بل یستمع ویسکت
مستخلص شرح کنز مین ہو وکذا لو صلی علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فیہما لعموم
ھذا الحدیث الا انہ اذا قرء الخطیب فی الخطبۃ یا ایہا الذین اٰمنوا صلوا علیہ
وسلموا تسلیما فح یصلی السامع بلسانہ خفیۃ لا جہرا۔ وفی بعض النسخ المطبوعۃ
لابقلیہ مجمع الانہر متعلق قول بل یستمع وینصت الخ لکھا ہو الا اذا قرأ قولہ تعالیٰ
صلوا علیہ فیصلی سرا کما فی اکثر الکتب کفایہ حاشیہ ہدایہ مین لکھا ہو **قولہ**
فیصلی السامع فی نفسہ ای یصلی بلسانہ خفیا الخ پس اس قسم مین یہہ مسئلہ
مبحوثہ بھی داخل ہو سکتا ہے تا آنکہ امام نابلسی جو اکابر محققین حنفیہ سے ہین حدیقہ مین اور بھی
ترقی فرماتے ہین واما تامین المؤذنین علی دعاء الخطیب والترضی عن الصحابۃ
والدعاء للسلطان بالنصر فلیس ھذا من الکلام العرفی بل ھو من قبیل

ہونیکا قطعاً لگایا جاوے محققین سے ثابت کیا ہو کہ اقوال مشہورہ ثابتہ امام ابو یوسف رح وغیرہ
کے خود منجملہ اقوال مرویہ مختلفہ امام صاحب کے ہین اور برتقدیر تسلیم عدم ثبوت روایت
خاصہ کے حضرت امام صاحب سے چونکہ باجازت امام صاحب کے اجتہاد اونکا بپابندی
اصول وقواعد مستخرجہ اجتہاد امام صاحب کے مسلّم ہو پس بہرحال مذہب اونکا داخل
مذہب امام اعظم ہے۔ فتاوی شاہ عبدالعزیز صاحب مین فرمایا ہے **سوال** چہ وجہ است کہ
حنفیان اقتدای صاحبین میکنند در بعض مسایل وتقلید شافعی ممنوع انگارند **الجواب**
صاحب من جواب دو طریق دارد اول آنکہ جمہور حنفیہ چنین میگویند کہ امام اعظم رح مذہب خود را
درمیان اصحاب خود مثل ابو یوسف وحسن وقاضی اسد ومحمد شوری گذاشتہ اند وگفتہ اند
کہ مذہب ہمہ اینہا مذہب من است ہر کہ از مقلدان من شود تقلید این جماعت نماید چنانچہ
قصص کثیرہ در طبقات کفوی ودیگر طبقات حنفیہ مذکورست لہذا حنفیہ مذاہب ہمہ اینہا
را مذہب امام اعظم رح قرار دادہ اند الخ اور اسی مین ہو۔ دوم امام اعظم وشافعی ہر دو مجتہد
مستقل بودند الی قولہ بخلاف صاحبین وزفر وامثالہم کہ اینہا ہمہ احادیث وآثار راکہ امام
اعظم ماخذ ومابہ الاجتہاد خود قرار دادہ پیشوائے خود ساختہ اند وقواعد استنباط را نیز از
امام اعظم اخذ نمودہ اند وبرمنوال امام اعظم نسیج میکنند گو در فرع مخالفت روند باین مخالفت
مخالفت در مذہب نیست الخ ملخصاً **ثالثاً** بعد فرض ابطال تصحیح روایت ونقل قول
امام ابو یوسف کے بھی جو متعلق وقت جلسہ وسکوت خطیب کے ہی اور تسلیم مخالفت مطلقہ
کی ائمہ ثلثہ سے جب بہت مسائل اختلافیہ مین اکابر متقدمین حنفیہ یا اکابر متاخرین حنفیہ کا
تعامل بلاد اسلام مین دوسرے طور پر استحساناً واقع ہوا ہے اس تعامل واستحسان
سے نہ وہ خارج از حنفیت ہوسکتے ہین نہ داخل اہل ضلالت نہ انکار اونپر نزدیک محققین

کا اعتبار نہ ہوا و نکے لئے بھی یہ میری تحریر حجت قاطع ہوجائے الخ **اقول** جب اکابر محققین سابقین کی تصحیح و ترجیح تمھارے حق مین حجت نہ ہوئی اور نیز تعامل علمار دین شریفین و دیگر بلاد اسلام کا تمھارے حق مین حجت نہ ہوا یہان تک تحریر مولوی عبدالحی صاحب کی بھی باوجود اظہار اعتماد و اقرار استناد و اعتقاد کے تمھارے حق مین حجت نہ ہوئی تو اسوقت کے چند اشخاص کی تحریر گو وہ بذیل علمار رسمی مشہور ہون کسطرح حجت قاطعہ تمھارے بیان کے حقیت کی و دیگر اہل اسلام کے حقمین واسطے ابطال تصحیح و تحقیق اکابر مشہورین سابقین کے ہوسکتی ہے **قولہ** عندالامام الاعظم بشہادت اطلاق حدیث و عمل صحابہ کلام دینی بھی ممنوع ہے خروج امام سے تمام نماز تک الخ **اقول** مذہب اصح امام اعظم کا حال تو اوپر معلوم ہوچکا اور حال اطلاق حدیث کا یہ ہے کہ اگر بعض علمار کے فہم کے موافق ایک حدیث کے اطلاق سے احتجاج کیا گیا ہے تو اس سے لازم نہین کہ اوسکی حقیت کا اعتقاد کرکے دوسرے علمار کے فہم پر حکم قطعی بطلان کا لگایا جائے یا دوسرے احادیث صحیحہ کے اطلاق کو قطعا باطل سمجھنا لازم ہوئے مثل احادیث اجابت اذان یا احادیث لزوم صلوٰۃ وقت سماع اسم مبارک کے و علی ہذا القیاس علاوہ بران اگر اطلاق حدیث مقتضی ممانعت دینی کلام کو مطلقا ہے تو امام کو بھی دعا مانگنا حرام کہنا چاہئے۔ حالانکہ یہ شخص خود لکھتا ہے کہ خطیب کے دعا مین کسی کو کلام نہین پس معلوم ہوا کہ لفظ لا یتکلم مین اطلاق مراد ہونے پر اجماع نہین ہے اسی طرح اگر شہادت اطلاق لفظ حدیث حجت قاطعہ ہو تو لفظ لا یتکلم جو حدیث بخاری وغیرہ مین وارد ہے اسمین بھی اطلاق پر عمل لازم ہوگا حالانکہ خود مرقاۃ سے نقل کرتا ہے **قولہ** لا یتکلم ای لا یتکلم حال جلوسہ بغیر الذکر والدعاء الخ اور حال عمل صحابہ کا یہ ہے کہ

التسبيح ونحوه فلا يكره في الاصح كما قدمناه وان كان القول الآخر يقتضي كراهة مطلق الكلام فان المسئلة الواقعة كما هي الآن في جوامع بلادنا وغيرها يوم الجمعة من المؤذنين متى امكن تخريجها على قول من الاقوال في مذهبنا او مذهب غيرنا فليست بمنكر يجب انكاره الخ اور اسی مین متعلق قول صاحب طریقہ کے جنہین اسکو منکر ٹھہرایا ہے فرمایا ہے اما على القول الذي سبق تصحيحه من ان النهي انما هو عن الكلام العرفي فقط فليس هذا بمنكر شیخ عبد الحق دہلوی جامع البرکات مین بعد بیان مسئلہ ظاہر روایت مشہورہ کے لکھتے ہین۔ ودرحرمین شریفین عادت شدہ است کہ جماعت مکبران نشستہ نزد ذکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صلوۃ ونزد ذکر صحابہ کرام ترضیہ باواز میگویند این از استحسان متاخرین است ودرین جماعت شافعیہ وحنفیہ ہستند ہمہ نصا۔ پس ان سب عبارتون کے سطح الزام ضلالت یا خروج از مذہب حنفی کا کوئی انصاف والا انکے حکایات یا الزام مخالفت مضمون احادیث شریفہ کا اوسکا حال یہ ہے کہ ان کا بہت اوسکو مقید جبا ہے ساتھ کلام عرفی کے پس جزم وقطع اونکے فہم کے بطلان کا اور حکم اونکی ضلالت کا خلاف انصاف ہے جواب موافق استدعا مستفتی کے قدرے حال اختلال اقوال اس فتوے کا جو پیش کیا گیا ہو لکھا جاتا ہے **قولہ** یہ مسئلہ جیسا کہ کتب فقہ مین مفتی بہا کر کے لکھا ہے فقہاء کرام نے ویسا صاف صاف بیان کیا جاتا ہے الخ **اقول** تمام فتوی مین کتب فقہ سے مفتی بہ ہونا عدم جواز دعا کا سراً بین الخطبتین یا باطل ہونا تسبیح روایت ارادہ کلام دنیوی کا نقل نہین کیا۔ پس یہ تحریر اگر محض تغلیط وتزویر نہین تو اور کیا ہے **قولہ** اثبات مدعا کیلئے مواہب تنلہا رشایہ کی بھی نقل کیجاتی ہین تاکہ جن حضرات کو اس خاکسار کے قول کی حقیت

عموماً حرام ہو نہ اوسکی تصریح فرمائی کہ جلسہ بین الخطبتین مین دعا بالخصوص حرام ہے نہ اس
قول کے شرح مین کہ ساعت اجابت بین الخطبتین ہے اسکی تصریح فرمائی ہے کہ یہ حدیث
دعاء قلبی پر محمول ہے تاکہ قول علامہ شامی حجۃ قاطعہ مجیب کے ہو جاتا بلکہ عبارت شامی کی یہ ہو
وفی ھذہ الساعۃ اقوال اصحہا او من اصحہا انہا فیما بین ان یجلس الامام
علی المنبر الی ان تنقضی الصلوۃ کما ھو ثابت فی صحیح مسلم عنہ صلی اللہ علیہ
وسلم ایضا قال فی المعراج فیسن الدعاء بقلبہ لا بلسانہ لانہ مامور بالسکوت الخ
اس عبارت مین وجوب سکوت کا وقت جلسہ کے بالخصوص ذکر نہین ہو نہ اسمین تخصیص
سامعین کی ہو نہ ذکر مذہب اصح امام اعظمؒ کا ہے علاوہ بران علامہ شامی نے جو یہ بیان
صرف قول صاحب معراج الدرایہ کا نقل کیا ہو اور اوسکی تصحیح کی تصریح نہین کی نہ اوسکو
روایت امام ٹھہرایا وہ تو مجیب صاحب نے دیکھ لیا اور اوسکو دلیل قطعی سمجھ لیا اور اوپر اس کے
جو وہی علامہ شامی تصریح تصحیح فرما چکے ہین اوسکو دیکھا نہین یا سمجھا نہین یا عمداً چشم پوشی
فرمائی وہ یہ قول ہو قولہ ولا کلام ای من جنس کلام الناس اما التسبیح ونحوہ
فلا یکرہ وھو الاصح کما فی النہایۃ والعنایۃ الخ خلاصہ یہ کہ غایۃ الامر بلحاظ وقوع
اختلاف نقل اصح ونقل غیر اصح کے امام صاحب سے گو بعض علماء کرام نے اپنے نزدیک
احتیاط مطلق سکوت مین دیکھی لیکن اس سے نقل مذہب اصح امام صاحب کا جو محققین
تصریح فرماتے ہین باطل نہین ہو سکتی اور بانند حوالہ شامی کے ہو حوالہ بحر کا جو بعض فتوے
مین بعض اشخاص نے دیا ہو کہ صاحب بحر کے نزدیک بھی تفصیل کلام اخروی و دنیوی باطل
ہو فقط۔ اسمین بھی کوتہ نظری ہو کہ صاحب بحر نے بھی صاف مذہب کے اصح کی تعیین کر دی ہے
اور زیلعی یا دوسرے کسی عالم کے قول سے جو اپنے نزدیک احتیاط کسی امر خاص مین سمجھی

کہ اس امر کا مجمع علیہ ہونا صحابہ کرام کا علی الاطلاق و بالعموم ہرگز قابل تسلیم نہیں علامہ بحر العلوم ارکان اربعہ میں لکھتے ہیں صاحبین کے مذہب کے بیان میں وقالا لایحرم الکلام وبہ قال الشافعی لما عن ابن شہاب قال قال ثعلبۃ بن مالک القرظی انہم کانوا فی زمن عمر بن الخطابؓ یصلون یوم الجمعۃ حتی یخرج عمر فاذا خرج عمر جلس علی المنبر قال ثعلبۃ جلسنا نتحدث فاذا سکت المؤذن وقام عمر خطیبا انصتنا ولم یتکلم احد منا قال ابن شہاب فخروج الامام یقطع الصلوٰۃ وکلامہ یقطع الکلام رواہ مالک فہذہ الروایۃ تدل علی انہ کان ہذا عادۃ لہم ولم ینکر احد ممن کان فی الصلوٰۃ وکان فیہم امیر المؤمنین علی وابن عمر وابن عباس فہذا اقوی مما رواہ ابن شیبہ الخ موطا امام مالک میں ہے عن ابی النضر مولی عمر بن عبداللہ عن مالک بن عامر ان عثمان بن عفان رضؓ کان یقول فی خطبتہ قل ما یدع ذلک اذا خطب اذا قام الامام یخطب یوم الجمعۃ فاستمعوا وانصتوا فان للمنصت الذی لا یسمع من الحظ مثل ما للمنصت السامع فاذا قامت الصلوٰۃ فاعدلوا الصفوف وحاذوا بالمناکب فان اعتدال الصفوف من تمام الصلوٰۃ ثم لا یکبر حتی یاتیہ رجال قد وکلہم بتسویۃ الصفوف فیخبرونہ ان قد استوت فیکبر الخ خلاصہ یہ کہ دعوی عام علی الاطلاق کرنا کہ بہ شہادت عمل صحابہ کلام دینی خروج امام سے تمام نماز تک ممنوع ہے کمال جرأت ہے کہ کذب اس ادعا کا روایت صحیحہ سے بخوبی ثابت ہے

قولہ ساعت قبولیت دعا کی حدیث بھی شامی نے دعا قلبی پر محمول کی ہے دو خطبوں کے درمیان جلسہ کے دعا دل میں کرنا چاہیے الخ **اقول** علامہ شامی نے ہرگز یہ تصریح نہیں کی کہ بروایت اصح وارجح وقت خروج امام سے آخر نماز تک کلام دینی مطلقا

مقتدی کو بھی جایز ہونا چاہیے کہ نہ وقت استماع ہے نہ وقت خطبہ امام طحاوی معانی الآثار
مین لکھتے ہین فاذا کان الناس منہیین عن الکلام ما دام الامام یخطب کان کذلک
الامام منہیا عن الکلام ما دام یخطب بغیر الخطبۃ الا تری ان المامومین
ممنوعون عن الکلام فی الصلوٰۃ فکذلک الامام فکان ما منع عنہ غیر الامام
فقد منع منہ الامام فکذلک لما منع غیر الامام من الکلام فی الخطبۃ کان
الامام منع بذلک ایضا من الکلام فی الخطبۃ بما ھو من غیرھا الخ امام ہلسی
حدیقہ مین بیان ممنوعات و مندوبات کلام مین لکھتے ہین النوع الثالث والثلثون
من الانواع الستین الکلام فی حال الخطبۃ من الخطیب والسامع بجزیۓ ہے
اما الخطیب فیشترط فیہ ان یتاھل للامامۃ فی الجمعۃ والسنۃ فی حقہ
الطہارۃ والقیام والاستقبال بوجھہ للقوم وترک السلام والکلام قال الشافعی
اذا استوی علی المنبر سلم علی القوم وقولہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا خرج الامام
فلا صلوٰۃ ولا کلام یبطل ذلک الخ اور امر معروف ونہی عن المنکر خواہ عموما ہو خواہ
خصوصا وہ تو داخل خطبہ ہے اور سپر قیاس دعا بین الخطبتین کا کہ خارج از خطبہ ہے درست
نہین ہے اور یہہ خیال کرنا کہ امام کیلیۓ دعا کے جواز مین کلام نہین ہے کہ اوسکے لئے نہی
شرعی کا نہ ہونا ثابت ہو فقط **اقول** یہ امر عجیب ہے اس واسطے کہ روایت اذا خرج الامام
فلا صلوٰۃ ولا کلام تو امام ہو یا سامع سب کو شامل ہے پس جب اس روایت کے نہی
شرعی صلوٰۃ و کلام و سلام کی حق مقتدی مین سمجھی جائیگی تو اُس سے امام کے حق مین
بھی نہی شرعی سمجھی جاتی ہے اور نیز اگر حدیث اذا خرج الامام مین حکم امام کا خلاف حکم
سامعین ہوگا تو نماز بھی امام کو خطبہ مین مکروہ نہ ہوگی اور استدلال اس سے ممانعت

تصحیح اکابر سابقین کی بغیر تصریح اونکے تخطیہ کے باطل نہین ہو سکتی یون ہی کسی کتاب
مین قول مرجوح کی تفریعات بہ نسبت قول راجح کے زائد ذکر کرنے سے یہ لازم نہین آتا کہ خواہ
مخواہ یہ مان لیا جائے کہ اس صاحب کتاب کے نزدیک وہ قول راجح ہو اور ترجیح دیگر محققین باطل
قولہ جو امر کہ دائر ہو استحباب وکراہت مین تو ترجیح کراہت کو ہے **اقول** یہ حکم وقت تردد
اور تعارض اولہ کے مجتہد کے نزدیک یا تردد و تعارض اقوال مجتہد مقلد کے نزدیک اور نہ ہونے
کسی مرجح کے واسطے استحباب کے پیش کرنیکے قابل ہو سکتا ہے اور مجرد دائر ہونا کسی امر کا استحباب
وکراہت مین بلکہ اباحت وکراہت مین مطلقاً ہر جگہ عموماً مستلزم ترجیح کراہت کو نہین ہو سکتا
کہ اگر نزدیک مجتہد کے باوجود دائر ہونے کسی امر کے درمیان استحباب وکراہت کے یا اباحت و
کراہت کے دلیل استحباب واباحت اقوی اور دلیل کراہت کی اس سے اودن ہوگی تو وہان
ہرگز ترجیح کراہت کو نہ ہوگی اور اسیطرح نزدیک مقلد کے اگر باوجود منقول ہونے دونون قولون
کے مجتہد مذہب سے بتصریح ثقات متقدمین کے قول استحباب یا اباحت اصح وارجح اور قول کراہت
غیر اصح ہوگا وہان بھی ہرگز ترجیح کراہت کو نہ ہوگی جیسا کہ اس بحث مین واقع ہے **قولہما**
البتہ دیان خطیب کے دعا مانگنے کا حکم معلوم ہوتا ہے کہ خطیب جب دو خطبون مین بیٹھتا ہے
تو دعا سنت یا مستحب کا ہونا اس حدیث سے خاص اوسکے لئے ثابت ہو لیکن سامعین کا آمین
وکہنین خطیب کے دعا مین کسی کو کلام نہین الخ **اقول** یہ شخص نہ مطلب حدیث کا سمجھا ہے نہ
کتب فقہ کی عبارت کا مگر با اینہمہ تکذیب اکابر محققین پر اصرار رکھتا ہے کاش اگر ادنی فہم بھی ہوتا تو
سمجھتا کہ صلوٰۃ و کلام مین بعد شروع خطبہ کے بلکہ بعد خروج کے واسطے خطبہ کے جو حکم سامعین
کا ہے وہی خطیب کا ہے پس جب کلام اخروی مثلاً دعا وقت سکوت خطیب کے کہ خارج از خطبہ ہے اور مخل
استماع نہین ہے مقتدی کو ممنوع ہوگا تو خطیب کو بھی ممنوع ہوگا اور جب خطیب کو وقت جلسہ دعا جایز ہوگی تو

الجواب صحیح حررہ محمد
عبد المنعم باعکظہ خطیب
عفی عنہ

المجیب مصیب ولہ اجر جزیل حررہ
احقر العباد حسن بن نود
محمد عفی عنہ

ما اجاب المجیب فهو فیہ مصیب کتبہ
سید مرتضیٰ میاں ابن سید
سلطان میاں
عفی عنہ

الجواب صحیح والمجیب نجیح
کتبہ محمد شفیع احمد
عفی عنہ
ظہور آبادی

قد اصاب المجیب حررہ فقیر
عبد المحسن
عفی عنہ

الجواب صحیح والمجیب مصیب
کتبہ العبد المسکین سید
یاسین عفی عنہ

لله در المجیب المصیب حیث اتی بالتحقیق
النجیب حررہ العبد الفقیر محمد عمر الدین
السنی الحنفی القادری
الهزاروی
عفا الله تعالیٰ عنہ

الروایات المذکورۃ صحیحۃ علی ما
سنح لی بفکری القاصر والله اعلم
بالصواب حررہ العاصی سید صبح اکبر
طالب العلم عفی عنہ
وعن والدیہ

قد اصاب من اجاب احقر الافاق
محمد اسحٰق عفی عنہ

الجواب صحیح حررہ العبد الضعیف
مدرس مدرسہ کوسیتہ
اکبر شاہ
عفی عنہ

صلوٰۃ نافلہ امام پر عین خطبہ مین فاسد ہو جائیگا وھو باطل اسیطرح یہ خیال کرنا کہ حدیث صحیح و متعدد اقوال صحابہ و تابعین کی روسے یہ جلسہ اون اوقات مین ہے جن مین ساعت اجابت کی امید ہے لاجرم صاحب عین العلم نے کہ اکابر علماء حنفیہ سے ہین صاف تصریح فرماتے ہین کہ دعا اس جلسہ مین مستحب ہے اور یہ حکم فقط امام کا ہے مقتدیون کو شامل نہین فقط یہہ بھی عجیب ہے حدیث ساعت اجابت و اقوال صحابہ و تابعین و قول عین العلم مین ہرگز تخصیص حکم امام کی تصریح نہین بلکہ حکم عام ہے پس جب بعد شروع خطبہ کے وقت جلسہ کے کہ خطبہ نہین ہوتا ہے امام کو بلحاظ قول عین العلم و اقوال صحابہ و تابعین و حدیث صحیح دعا کا جواز ثابت ہوا تو اس وقت خاص پر مقتدی و سامع کی ممانعت اور امام کی تخصیص قول عین العلم اور ان اقوال صحابہ

و تابعین مین کہان ہے

حررہ العبد المجیب الفقیر الحقیر محمد عبد الرحمن عفا اللہ تعالیٰ
عنہ جرائمہ

من اجاب واللہ اعلم بالصواب
حررہ العبد المفتقر الی مولاہ محمد
عبد اللہ جعل اللہ آخرتہ
خیرا من اولاہ

الجواب صحیح و صواب المجیب مصیب
و مثاب بفضلہ الراجی الی ترحم ربہ الشکور
عبد الغفور صانہ اللہ
عن الآفات السرمد

جواب المجیب صحیح واللہ اعلم بالصواب حررہ
خادم الشرع قاضی شیخ محمد مرتضی عفی اللہ عنہ

شیخ محمد مرتضی
خادم الشرع قاضی

الروایات المرقومۃ صحیحۃ کتبہ خادم الشرع
القاضی محمد اسمعیل الحلمانی الشافعی عفا اللہ عنہ
وعن والدیہ
وعن جمیع
یارب

وعن استاذیہ
المؤمنین آمین
العالمین

مسطور ہو ولیکن یکی از اقوال کہ در تعیین ساعت جمعہ و استجابت دعا وارد آمدہ است قولی

ہست کہ در وقت جلوس امام بین الخطبتین ہست وطیبی نیز از بعض شراح مصابیح نقل کردہ

انتہی اور ملا علی قاری رحمہ اللہ نے حرز ثمین میں لکھا ہو وفی نسخة للخطبتاى بين الخطبتين

كما ذكره الطيبي وغيره انتهى یعنے علامہ طیبی وغیرہ نے ذکر کیا ہو کہ جب امام بین الخطبتین

بیٹھے تو وہ وقت اجابت دعا کا ہو اور در مختار میں لکھا ہو سئل عليه السلام عن ساعة

الاجابة فقال ما بين جلوس الامام الى ان يتم الصلوة وهو الصحيح اور

طحطاوی میں اس قول کے تحت میں وهذان القولان مرجحان من اثنين واربعين

قولا فيها واختار صاحب الهدى انها منحصرة في احد الوقتين وان احدهما

لا يعارض الآخر لاحتمال انه صلى الله عليه وسلم دل على احدهما في وقت

وعلى الآخر في وقت قال ابن عبد البر الذي ينبغي الدعاء في الوقتين المذكورين

ويسبقهما الى نحو ذلك احمد وقد راوف في طريق الجمع قاله سيدي محمد الزرقاني

في شرح المواهب انتهى حاصل اس عبارت در مختار و طحطاوی کا یہ ہے کہ وقت اجابت

دعا کا جمعہ کے دن امام کے منبر پر بیٹھنے سے لیکر نماز سے فارغ ہونے تک ہو اور دوسری روایت میں یہ ہے

کہ وقت اجابت جمعہ کی آخر ساعت ہے اور یہ دونوں قول راجح ہیں بیالیس قولوں پر چاہیئے کہ دونوں

وقت میں دعا مانگے اور جو امر حدیثوں سے ثابت ہو وہ بدعت سئیہ کیونکر ہوگا غایت الامر یہ ہے کہ

اس طرح سے ہاتھ اوٹھا کر دعا مانگنا اس وقت خاص میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے فعلاً ثابت

نہیں اس اعتبار سے اگر اسکو بدعت کہیں تو کہہ سکتا ہی مگر کلام سے خالی نہیں کیونکہ عدم ثبوت

فعلاً با وجود ثبوت قولاً مستلزم بدعت نہیں کما سیجئ انشاء اللہ تعالی اسیواسطے فقیہ محقق سند

مستند مولانا فتح محمد قدس سرہ مفتاح الصلوة میں ہاتھ اوٹھا کر دعا مانگنے کو اس وقت میں جائز

الجواب صحیح والمجیب نجیح واضح رہے کہ اس مسئلہ کی پوری تحقیق ہمارے استاذ
تاج الفقہا والمحدثین سراج العلما المحققین مولانا مولوی محمد عبید اللہ صاحب قدس سرہ کے
رسالہ مبارکہ نور الشمعہ میں ہے واسطے ملاحظہ ناظرین کے اس سے کچھ نقل کرتا ہون۔

قولہ خطیب کا بوقت جلسہ بین الخطبتین ہاتھ اوٹھا کر زبان سے دعا مانگنا بدعت ہے

اقول جن جن کتابون کی عبارت مجیب نے واسطے اثبات اپنے مدعا کے نقل کی
ہے اون سب سے سوا جامع الخطیب کے بتقدیر صحت نقل وہ نہ ثابت ہوتا ہے بالاصل ہاتھ کا
اوٹھانا واسطے دعا کے وقت بیٹھنے خطیب کے درمیان دو خطبون کے مطلقا بدعت ثابت ہوتا ہو
اور ہم رسالہ عربیہ میں بخوبی تحقیق کر چکے ہیں کہ مطلق بدعت مستلزم کراہت بھی نہیں چہ جائے
حرمت اور بدعت سیئہ ہونے کے واسطے یہان پر کوئی وجہ پائی نہیں جاتی بلکہ واسطے کرنا ہاتھ اوٹھانا
دعا میں مطلقا حصن حصین وغیرہ کتب معتبرہ حدیث سے ثابت ہے بلکہ بعض مواضع مخصوصہ
مثل داخل صلوۃ کے کہ اسکو شارع نے خاص کیا ہے اور بعد نماز اور درمیان دو خطبون کے وقت
جلوس خطیب کے بھی مروی ہے ثابت ہے چنانچہ شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمہ اللہ نے
شرح صراط المستقیم میں اس امر کے اثبات کے واسطے یہ روایت نقل کی ہے مسلم و ابوداود
این را از ابوبردہ بن موسی اشعری روایت کردہ اند کہ ابن عمر از وے پرسید کہ آیا شنیدی
تو از پدر خود در ساعت جمعہ گفت شنیدم پدر خود را کہ گفت شنیدم رسول خدا صلی اللہ علیہ
وسلم را می گفت ساعت جمعہ کہ مستجاب است درو دعا میان جلوس امام است بر منبر
تا فارغ شدن وے از نماز انتہی یعنے وقت اجابت دعا کا امام کے منبر پر بیٹھنے سے لیکر نماز
سے فارغ ہونے تک ہے اور اسی شرح مذکور میں ہے طلبت و تشہد نزد جلوس امام بین الخطبتین
حکایت کردہ است این را بیہقی از بعض شراح منہاج اور اسی شرح میں دوسرے مقام پر

یدین واسطے دعا کے منافی سکوت ہے بخلاف دل مین دعا مانگنے کے کہ وہ منافی نہین اسواسطے
فرمایا دل سے دعا مانگنے مین مضائقہ نہین ہم کہتے ہین سکوت خطبے مین واسطے استماع کے
ہے اور عدم منافات دل مین دعا مانگنے کے ساتھ اوس سکوت کے مسلم نہین بلکہ تجربہ ہے بدیہی
ہے اشتغال بدعا اگرچہ دل مین ہو ساتھ استماع کے زیادہ منافات رکھتا ہے کما لا یخفی
علی المتفکر مگر اسوقت مین استماع نہین کیونکہ خطیب ساکت ہے تو پھر سکوت بھی واسطے استماع
کے ضرور نہین تو پھر منافات مطلقا منتفی ہے اسیواسطے کہا صاحبین رحمہما اللہ نے
کہ کلام اخروی کا مثل تسبیح کے قبل خطبے کے اور بعد اسکے مضائقہ نہین اور نزدیک امام
ابی یوسف رحمہ اللہ کے وقت جلوس امام کے بھی مضائقہ نہین قال فی الدر وقالا
لاباس بالکلام قبل الخطبۃ وبعدہا اذا جلس عند الثانی اور طحطاوی مین لکھا
ہے ہذا علی احد القولین والاصح کما فی النہایۃ والعنایۃ انہ لا یکرہ نحو التسبیح
عندہ ایضا یعنے تسبیح وغیرہ اوقات مذکورہ مین نزدیک امام ابی حنیفہ کے بھی مکروہ نہین
اور یہ قول صحیح تر ہے اور ترجمہ مذکور مین قبل ترجمہ اس روایت صاحبین کے لکھا ہے کہ
خطبے مین وقت رویت منکر کے سر اور ہاتھ ہلانے کا کچھ مضائقہ نہین اور صواب یہ ہے کہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نام سنے تو آہستہ درود پڑھے کہ اپنے سے دوسرے کو آواز
نہ جاوے انتہی اب غور کرنا چاہیے کہ جب ہمین خطبے مین ہاتھ ہلانے کا مضائقہ نہین اور
آہستہ درود پڑھنا صواب ہے اور نزدیک ائمہ ثلثہ کے اوقات سکوت مین تسبیح وغیرہ کا
مضائقہ نہین تو پھر وقت جلسہ معہودہ کے کہ خطیب ساکت ہے دعا مانگنے مین مضائقہ
کہان سے آگیا اور ہاتھ اوٹھانا کیونکر حرام ہوگیا باوجودیکہ روایات منقولہ سے عموما
وخصوصا ثابت ہے کہ یہ وقت استجابت دعا ہے اور بیالیس قولون پر مرجح ہے چنانچہ

لکھا ہے اور فرمایا ہے خطبہ مین دعا کا یہی طریقہ ہے اور بزرگون کا عمل بھی اسی پر ہے چنانچہ یہ عبارت
اونکی ہے باید دانست چون در وقت سکوت امام یعنے قبل از شروع تسبیح و ذکر و قرأت بروایت
صحیحہ جائز شدہ میان دو خطبہ کہ امام می نشیند دعا بطریق اولیٰ جائز خواہد بود علی الخصوص در
احادیث صحیحہ آوردہ کہ ساعۃ الاجابۃ ما بین ان یجلس الامام فی الخطبۃ الی ان یقضی الصلوۃ
کما صح فی صحیح المسلم و جزم بہ الامام النووی فی شرح المسلم وقال ھو الصواب
پس باید دانست کہ در وقت جلوس کہ در ظاہر الروایات مقدار سہ آیت وارد ہست کما فی التحفیر
وغیرہ ربنا اتنا فی الدنیا حسنۃ وفی الآخرۃ حسنۃ برعایت معنی بخوانند کہ عمل بر ظاہر
الروایت و احادیث صحیحہ واقع گردد و اگر دست بر داشتہ بخوانند موافقت طریقہ دعا کہ در احادیث
ہست واقع گردد عمل بزرگان نیز ہست انتہی اور یہی اوسمین ہو چکا ہے کہ غایۃ الاوطار
والیکے قول کا ابطال انہی کے قول سے ثابت ہے اسواسطے کہ پہلے اونسے اپنی روایت
منقولہ سے ہاتھ اوٹھانے اور دعا مانگنے کو اسوقت مین مطلق بدعت ثابت کیا ہے اور پھر فتوے
علمائے ہند اور دہلی سے نقل کیا کہ اگر کوئی بدون ہاتھ اوٹھانے اور زبان ہلانے دل مین دعا
مانگے تو اوسکا مضائقہ نہین تو جب دل سے دعا مانگنے مین باوجود بدعت ہونے کے مضائقہ
نہین تو پھر ہاتھ اوٹھانے مین کیا مضائقہ ہے کیونکہ جیسی وہ بدعت ہے ویسی ہی یہ بدعت
ہے پھر ایک بدعت مین مضائقہ نہین اور دوسری بدعت مین مضائقہ ہے یہ عجیب بات ہے
اور صریح تحکم ہے ہان اگر دل مین دعا مانگنا بدعت نہو تو البتہ اوسکو اوسپر ترجیح ہوگی مگر ہنوز
بدعت ہونا دعا کا نزدیک ثابت نہین اور بر تقدیر ثبوت اوسکے قول میں مضائقہ نہین مین ذائقہ
نہین رہتا کا حاصل یہ کہ بر تقدیر ثبوت مسنونیت دعا ایجاب صغریٰ مسلم نہین اور بر تقدیر
عدم ثبوت مسنونیت کلیہ کبریٰ مسلم نہین اگر کہو کہ خطبہ مین سکوت واجب ہے اور تحریک

هذا الجواب هو الحق والحق احق ان یتبع
کتبه احقر عباد الله الجلیل خادم
العلماء محمد بن اسمٰعیل
عفی (محمد بن اسمٰعیل) عنه

ما کتبه المجیب فهو صحیح
خادم العلماء
محمد کاظم
عفی (محمد کاظم) عنه

جلوس بین الخطبتین بین قدر قراۃ سورۃ اخلاص ٹھہرنا اور اسمیں دعا کرنا مستحسن ہے و من قال بعدم جوازہ فقد سہی سہوًا بینًا و غلط غلطًا فاحشًا اور جسکو اس امر میں زیادہ دیکھنا ہو پس رسالہ متبرکہ نور الشمعہ مطالعہ فرماوے واللہ اعلم کتبہ

محمد عبد القادر رباعکظ الشافعی
غفی عنه

صح الجواب والله اعلم بالصواب
سوده احقر الطلبة عبد الغفور
حفظه الله عن الفتن
والشرور

ما اجاب به المجیب فهو فیه مصیب
حرره تراب اقدام العلماء
محمد حسین صانه الله
عن الشین

لاریب هذا الجواب صحیح کتبه
محمد ابن حافظ صدر الدین
عفی عنه

المجیب مصیب کتبه احقر عباد الله
الصمد الکریم رحیم الدین
عفی عنه

هذا الجواب هو الصواب کتبه
احقر عبد الحق بن اسمٰعیل
عفی عنه

هذا الجواب هو الصواب کتبه
احقر حافظ محمد بن عبد الکریم
عفی عنه

طحطاوی سے نقل کیا گیا اور ہاتھ کا اوٹھانا واسطے دعا کے علی العموم ایک طریقہ مسنون ہے کما مرغیر مرۃ بہر حال اعلیحضرت مرحوم ومغفور قدس سرہ نے عنایۃ الاوطار والی وہابی جرم علی کی کوئی دلیل رد کئے بغیر نہیں چھوڑی جسکو شوق ہو اصل رسالہ دیکھے کتبہ العبد

الاثیم محمد ابراہیم صانہ اللہ الکریم عن شر اللئیم بجاہ النبی

الرؤف الرحیم علیہ افضل الصلوٰۃ

والتسلیم

مواہیر علمای کرام بدایون شریف

حضرت مجیب لبیب نے جو تحقیق دربارہ جواز واستحباب اجابت اذان جمعہ ودعا بعد اذان و قرأۃ سورۂ اخلاص یا دعا ربنا آتنا وغیرہ بین الخطبتین اور اجابت اقامت جمعہ کی فرمائی ہو مطابق تصحیح وتحقیق محققین کے ہو اور قول مخالف کا جو تصحیح فقہاء کرام کو باطل ٹھہرا کر تعامل اہل اسلام پر تہمت ضلالت کا اپنی نافہمی سے لازم ٹھہراتا ہو موافق ضالین ومبتدعین کے ہو واللہ اعلم وعلمہ اتم واحکم محمد عبد المقتدر القادری

البدایونی [مہر] عفی عنہ

اصاب من اجاب حررہ الفقیر عبد القادر القادری

عفی [مہر] عنہ

المجیب مصیب حررہ

محمد عبد القیوم القادری

عفی عنہ

مواہیر علماے سورت

سامعین کو آہستہ دعا مانگنا اور دعا کے وقت دونوں ہاتھ اوٹھانا حنفی اور شافعی
مذہب میں درست ہے یا نہیں اور مترجم درمختار نے اس دعا کو حرام و غیر مشروع
و بدعت لکھا ہے وہ قول معتبر ہے یا نہیں۔ بینوا توجروا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

صورت مسؤلہ میں حسب تحقیق محققین وقت سکوت خطیب کے جلسہ بین الخطبتین میں
خطیب اور سامعین کا سورۂ اخلاص وغیرہ پڑھنا یا دعا مانگنا آہستہ درست ہے
اور وقت دعا مانگنے کے ہاتھ اوٹھانا بھی مسنون ہیں۔ اسکو حرام و بدعت ضلالت
کہنا اسکے عامل و مجوز کو مبتدع اور گمراہ قرار دینا غیر معتبر امر ہے تفصیل اوسکی یہہ ہے
کہ کتب فقہیہ میں جو کلام کی ممانعت مجرد وقت خروج امام سے مروی ہو مراد اس سے
بقول راجح و اصح کلام عرفی دنیوی ہے نہ اذکار شرعیہ دینیہ اسکے علاوہ اگر مطلق
کلام بھی مراد ہو تب بھی بقول امام ابو یوسفؒ وقت جلسہ مذکورہ کے درست ہے اور
اونکے قول کے متبع کو بھی مرتکب ضلالت و حرام کہنا سراسر جہالت و بیدیانتی ہے۔ علاوہ
براں امام طحاوی وغیرہ کی تحقیق کے روسے خطبہ خوانی کے وقت جب امام صلوٰۃ وسلام
کی آیت پڑھے اوسوقت بھی سامعین کو درود شریف پڑھنا چاہئے کہ عامہ متون میں
اسیکو اختیار کیا ہے اور نیز وقت سماعت اسماء خلفاء راشدین و اہلبیت کرام کے جماعت
حنفیہ و شافعیہ نے سکتات خطبہ میں ترضیہ کہنے کو جائز قرار دیا ہے جسکا تعامل حرمین
شریفین و دیگر بلاد اسلامیہ میں ہے پس جلسہ بین الخطبتین میں آہستہ دعا مانگنے اور
ہاتھ اوٹھانے کی بناء پر خطیب و سامعین کو مرتکب حرام و گمراہ ٹھہرانا ہرگز درست نہیں
ہوسکتا۔ بالجملہ نہایت اختصار کے ساتھ چند عبارات کتب معتمدہ لکھے جاتے ہیں۔ مرقاۃ

اقتداءً بالمجیب۔ اسلئے کہ اختلاف جواز دعا میں ہے اور دعا مخ العبادت ہے اِس لیے منع کرنا نہ چاہیئے کہ زمانہ غفلت وسستی کا ہے لوگ ادنی بہانہ سے عبادت چھوڑ دیتے ہیں پس فقیر کے نزدیک بھی دعا کے جواز کو ترجیح دینا چاہیئے رقمہ احقر عباد اللہ الصمد خادم علماء الحرمین الشریفین۔ الصا محمد

المجیب مصیب حررہ محمود عفی عنہ

یہ فتوی اور اُسکے بعد کے تمام فتاوے علماء کرام وفضلاء عظام اہلسنت فاضل جلیل عالم نبیل جناب مولانا مولوی سید حیدر شاہ صاحب پیر بھجڑ والہ متوطن کچھ بھوج نزیل بنگلور مدظلہ کے رسالہ مبارکہ سے نقل کیے گئے ہیں

فتوی علمای کرام بدایون شریف

بسم اللہ الرحمن الرحیم

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علماء دین متین ومفتیان شرع مبین رحمہما اللہ شرقاً وغرباً اس امر میں کہ جس وقت خطیب مابین الخطبتین جلسہ کرتا ہے اسوقت خطیب اور

اومذهب غیرنا فلیست بمنکو یجب انکاره الخ شیخ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ
جامع البرکات میں بعد نقل روایات مشہورہ فقہیہ کے فرماتے ہیں ودرحرمین
شریفین عادت شدہ است کہ جماعت مکبران نشستہ نزد ذکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم صلوٰۃ ونزد ذکر صحابہ کرام ترضیہ بآواز میگویند این از استحسان متاخرین است
ودرین جماعت حنفیہ وشافعیہ ہستند الخ ملخصاً۔ مفتاح الصلوٰۃ میں فرمایا ہے چون در وقت
سکوت امام قبل از شروع تسبیح وذکر وقرات بروایت صحیحہ جایز شد درمیان دو خطبہ کہ امام
می نشیند دعا بطریق اولی جایز خواہد بود وعلی الخصوص در احادیث صحیحہ آمدہ کہ ساعۃ
الاستجابۃ مابین ان یجلس الامام فی الخطبۃ الی ان یقضی الصلوٰۃ الی قولہ
پس باید کہ در وقت جلوس کہ درظاہر روایت مقدار سہ آیت وارد است کما
فی التجنیس وغیرہ ربنا اتنا فی الدنیا حسنۃ وفی الآخرۃ حسنۃ الخ برعایت معنے
خواند واگر دوست بردا شتہ خواند موافق طریقہ دعا کہ در احادیث است واقع گردد عمل بزرگان
نیز ہمین است الخ اور ایسا ہی فتاوائے علامہ ابن حجر مکی وغیرہ کتب شافعیہ سے بھی ثابت ہے

واللہ اعلم وعلمہ اتم واحکم فقط ھذا ما حررہ مطیع الرسول

عبد المقتدر القادری البدایونی عفی عنہ

صح الجواب واللہ اعلم بالصواب
حررہ الفقیر الحقیر عبد القادر
القادری عفی عنہ

[مہر: عبد المقتدر مطیع الرسول]

الجواب صحیح حررہ
عبد القیوم
القادری

فتوی حضرات علمائے بریلی

شرح مشکوٰۃ شریف میں ہے قولہ لا یتکلم ای لا یتکلم حال جلوسہ بغیر الذکر
والدعاء الیٰ قولہ والاولیٰ قراءۃ سورۃ الاخلاص الخ اور ایسا ہی فتح الباری
اور ارشاد الساری وغیرہ سے ثابت ہے چلپی حاشیہ شرح وقایہ میں متعلق قول لا کلام
کے لکھا ہے یرید بہ ما سوی التلاوۃ والتسبیح ونحوھما علی الاصح وقال بعضھم
کل کلام الخ ایسا ہی عنایہ اور کفایہ اور بنایہ اور دیگر حواشی ہدایہ میں ہے۔ علامہ طحطاوی
رحمۃ اللہ علیہ حاشیہ درمختار میں فرماتے ہیں قولہ ولا کلام ای من جنس کلام
الناس اما التسبیح ونحوہ فلا یکرہ وھو الاصح الخ نیز متعلق قول والخلاف فی
کلام یتعلق بالآخرۃ کے لکھا ہے ھذا احد قولین والاصح کما فی النھایۃ
والعنایۃ انہ لا یکرہ نحو التسبیح عندہ ایضاً قولہ علی ھذا ای قولہ والخلاف
وقد علمت الاصح الخ مختصر وقایہ میں ہے ویحرمت الموتہ وکذا فی الخطبۃ الا
اذا قرئ صلوا علیہ فیصلی سراً الخ علامہ برجندی لکھتے ہیں فیصلی السامع
بلسانہ خفیۃ وھذا اختیار الطحاوی الخ تخاص شرح کنز میں ہے یصلی السامع
بلسانہ خفیۃ لا بقلبہ الخ کفایہ حاشیہ ہدایہ میں ہے فیصلی السامع فی نفسہ ای
یصلی بلسانہ خفیا الخ امام نابلسی رحمۃ اللہ علیہ حدیقہ شرح طریقہ محمدیہ میں فرماتے
ہیں واما تامین المؤذنین علی دعاء الخطیب والترضی عن الصحابۃ والدعاء
للسلطان بالنصر فلیس ھذا من الکلام العرفی بل ھو من قبیل التسبیح
ونحوہ فلا یکرہ فی الاصح کما قدمناہ وان کان القول الاخر یقتضی کراھۃ
مطلق الکلام فان المسئلۃ اذا وقعت کما ھو الان فی جوامع بلادنا وغیرھا
یوم الجمعۃ من المؤذنین متی امکن تخریجھا علی قول من الاقوال فی مذھبنا

سامعین ناجائز وحرام نہیں جانتے صرف مکروہ مانتے ہیں اور کراہت شافعیہ میں جب مطلق بولی جاتی ہے اس سے کراہت تنزیہی مراد ہوتی ہے بخلاف کلمات ائمتنا الحنفیۃ رحمہم اللہ تعالیٰ فان محملہا مطلقہ فیہا کراھۃ التحریم علامہ عبدالغنی نابلسی قدس اللہ سرہ القدسی حدیقہ ندیہ شرح طریقہ محمدیہ آفات الید مسئلۃ الشطرنج میں فرماتے ہیں الکراھۃ عند الشافعیۃ اذا اطلقت تنصرف الی التنزیھیۃ لا التحریمیۃ بخلاف مذھبنا اور سکوت خطیب کے وقت جیسے قبل وبعد خطبہ وبین الخطبتین اصلاً کراہت بھی نہیں مانتے امام یوسف رحمہ اردبیلی شافعی کتاب الانوار میں فرماتے ہیں لایجب الاستماع وھو شغل السمع بالسماع اسی میں ہے لایحرم الکلام حال الخطبۃ لا علی الخطیب ولا علی الماموم من السامعین وغیرھم لکن یکرہ الا لغرض مھم کانذار من یقع فی بئر او عقرب وکتعلیم خیر ونہی عن شر اسی میں ہے لایکرہ الکلام حال الاذان ولا بین الخطبتین ولا بین الخطبۃ والصلوٰۃ علامہ زین الدین شافعی تلمیذ امام ابن حجر مکی فتح المعین شرح قرۃ العین میں فرماتے ہیں یکرہ الکلام ولا یحرم حالت الخطبۃ لاقبلھا ولو بعد الجلوس علی المنبر ولا بین الخطبتین وبین تشمیۃ العاطس والرد علیہ ورفع الصوت من غیر مبالغۃ بالصلوٰۃ والسلام علیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عند ذکر الخطیب اسمہ او وصفہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال شیخنا ولا یبعد ندب الترضی عن الصحابۃ بلا رفع صوت وکذا التامین لدعاء الخطیب اھ مختصراً یونہی مذہب حنفی میں امام ثانی قاضی ربانی سیدنا امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بھی مطلقاً جواز ہے کہ وہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

بخدمت شریف علمای بریلی۔ التماس یہ ہے کہ ما بین الخطبتین جلسہ جو کیا جاتا ہے اوسمین
خطیب اور سامعین کا دونون ہاتھ اوٹھا کر دعا مانگنا سرًّا یا جہرًا مذہب حنفی و شافعی مین
مسنون ہے یا نہین مترجم در المختار غایۃ الاوطار مین تحریر کرتا ہو کہ ایک مرتبہ رامپور و بریلی
و دہلی کے علمار سے استفتار طلب کیا گیا تھا تو ہاتھ اوٹھا کے دعا مانگنے پر حرمت اور بدعت
سیئہ کا فتوے ملا تو حضرات علماے بریلی سے دریافت کیا جاتا ہے کہ آیا یہ بات صحیح
ہے یا محض مترجم مذکور کا افترا و کذب ہے۔ بینوا توجروا اجرًا عظیمًا۔

الجواب

مسنونیت مصطلحہ کہ تارک مستوجب عتاب الہی یا آثم و مستحق عذاب الہی ہو والعیاذ باللہ
تعالی یہ کسیکا مذہب نہ دعا کر بنوالوہنین کوئی ذی فہم اسکا قایل بلکہ وقت مرجو الاجابۃ جانکر
دعا کرتے مین اور بیشک وہ ایسا ہی ہے اور دعا مغز عبادت و اتجای ذکر الہی عز جلالہ ہے جسکی
جسکی تکثیر پر بلا تقیید و تحدید نصوص قرآن و احادیث متواترہ نبی رؤف و رحیم علیہ و علی آلہ
افضل الصلوٰۃ والتسلیم ناطق اور ہاتھ اوٹھانا حسب تصریح احادیث و تنصیص ارشادات
علمای قدیم و حدیث سنن و آداب دعا سے ہی۔ خطیب کیلیے اسکی اجازت و مشروعیت
تو باتفاق مذہبین حنفی و شافعی ہر یہ نہین سامعین کیلیے جبکہ دعا دلسے ہو نہ زبان سے
اور سامعین کا اسوقت زبان سے دعا مانگنا جسطرح ان بلاد مین مروج و معمول ہو مذہب
شافعیہ مین تو اسکی اجازت و مشروعیت ظاہر کہ ایمہ شافعیہ مین خطبہ ہوتے وقت بھی کلام

لا بین

قبل شروعہ فی الخطبۃ ویدل علیہ قولہ علی قول ابی حنیفۃ واما وقت الخطبۃ
فالکلام مکروہ تحریما ولو کان امر المعروف او تسبیحا او غیرہ کما صرح بہ فی الخلاصۃ
وغیرہا اھ باختصار طحطاوی ودر المختار کے مبحث الفاظ افتا میں ہے قولہ وغیرہا
کالاحوط والاظہر درمختار میں فتاوی خیریہ سے ہے بعض الالفاظ آکد من
بعض فلفظ الفتوی آکد من لفظ الصحیح والاحوط آکد من الاحتیاط اھ بالجملہ
خلاصۂ کلام یہ کہ دعاء مذکور خطیب کے لئے مطلقا اور سامعین کیلیے دل میں بالاتفاق جایز
اور مذہب امام شافعی وقول امام ابو یوسف پر انکے لئے زبان سے بھی قطعاً اجازت اور
ارشاد امام کی ایک تخریج پر مکروہ دوسرے پر جایز ائمہ فتوی نے دونوں کی تصحیح کی تو
احد التصحیحین پر دعاء مذکور امام اور مقتدین سب کو دل اور زبان ہر طرح سے باتفاق
مذہبین حنفی وشافعی مطلقا جایز ومشروع اور علمائے تصریح فرماتے ہیں کہ جب ترجیح
مختلف ومتکافی ہو تو مکلف کو اختیار ہے کہ ان میں سے جسپر چاہے عمل کرے اصلا
محل اعتراض وانکار نہیں بحر الرائق ورد المحتار وغیرہما میں ہے متی کان فی مسألۃ
قولان مصححان جاز القضاء والافتاء باحدہما ولہذا فقیر غفر اللہ تعالے
لہ یہاں تصحیح ثانی کو ارجح جانتا ہے ہمیشہ سامعین کو بین الخطبتین دعا کرتے دیکھتا
اور کبھی منع وانکار نہیں کرتا ہے ہذا جملۃ القول فی ہذا الباب والتفصیل
فی فتاونا بعون الوہاب رسالہ مترجم درمختار کے علمائے بریلی سے وہ نقل
معلوم نہیں کہ اسنے اپنے زعم میں علمائے بریلی سے کون لوگ مراد لئے اسکے زمانہ
میں ان اقطار کے اعلم علما کہ اپنے عصر ومصر میں حقیقۃ صرف وہی عالم دین کے
مصداق تھے یعنی خاتمۃ المحققین سیدنا الوالد قدس سرہ الماجد فقیر ہیون

الاوقات ثلاثہ غیر حال خطبہ یعنے قبل و بعد و مابین خطبتین ہیں اگرچہ کلام دنیوی منع فرماتے ہیں مگر
دینی مثل ذکر و تسبیح مطلقاً جائز رکھے ہیں اور یہ ظاہر ہے کہ دعا خاص کلام دینی عبادت
الٰہی ہے مراقی الفلاح میں ہے واذا خرج الامام فلا صلوٰۃ ولا کلام وھو قول الامام
وقال ابو یوسف و محمد لاباس بالکلام اذا خرج قبل ان یخطب واذا نزل قبل
ان یکبر واختلفا فی جلوسہ اذا سکت فعند ابی یوسف یباح لان الکراھۃ
للاخلال بفرض الاستماع ولا استماع ھنا ولما اطلاق الامام بفرض اختصار صاحب مذہب
امام الائمہ سیدنا امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہ خروج امام سے فراغ نماز تک ممانعت فرمائی
مشائخ مذہب اسکے مراد میں مختلف ہوئے اور تصحیح بھی مختلف آئی بعض فرماتے ہیں مراد
امام صرف دنیوی کلام ہے اوقات ثلاثہ میں دینی کی اجازت عام ہے نہایہ اور عنایہ میں اسکو
اصح کہا ایسا ہی امام فخر الاسلام نے مبسوط میں فرمایا دیگر مشائخ کرام نے مطلق مراد لیا
امام زیلعی نے تبیین الحقائق میں اسکو احوط کہا قلت واطلاقات المتون واکثر الکتب
علیہ ماشیۃ وعامۃ التفاریع عنہ ناشیۃ کما یظھر بمراجعۃ ما علقنا علی
رد المحتار فھو اصح التصحیحین فیما اعلم کیف لا وقد صرح المحققون ان الدنیوی
مکروہ اجماعا فلو لم یردہ الامام الاعظم لم یرتفع الخلاف مع ان الکتب المعتمدۃ
عن اخرھا متظافرۃ علی اثباتہ بحر الرائق میں زیر قول مصنف اذا خرج الامام فلا
صلوٰۃ ولا کلام ھما اطلق فی منع الکلام فشمل التسبیح والذکر والقراءۃ وفی النھایۃ
اختلف المشائخ علی قول ابی حنیفۃ رح قال بعضھم انما کان یکرہ ما کان من کلام
الناس اما التسبیح ونحوہ فلا وقال بعضھم کل ذلک مکروہ والاول اصح اھ وکذا
فی العنایۃ وذکر الشارح ان الاحوط الانصات اھ ویجب ان یکون محل الاختلاف

ان یجلس الامام فی الخطبۃ الیٰ ان تقضی الصلوٰۃ م۔ د اور ساعت جمعہ کے بہت
امید والی ان وقتون کی ہر یعنے سب وقتون مین سے ساعت جمعہ مین امید قوی ہر قبولیت
کی اور وقت ساعت جمعہ کا ہر مابین بیٹھنے امام کے سے منبر پر خطبہ کیلئے تمام ہونے نماز تک
نقل کی یہ مسلم اور ابو داؤد نے ظاہر تر یہ ہر کہ مراد بیٹھنے امام کے سے بیٹھنا امام کا ہر اول شروع
خطبہ کے اور وہی وقت حرمت کلام کا ہر امام کو کذا قال العلی اور طیبی نے بیٹھنے سے
بیٹھنا درمیا دونون خطبون کے مراد رکھا ہر اور ایک روایت مین ساعت جمعہ کی یہ ہر
انتہی۔ اور بھی صاحب فتح الباری نے ان تمام اوقات اجابت دعا سے ایک جلسہ امام کو
درمیان خطبتین فرمایا ہر حیث قال الثلاثون عند الجلوس بین الخطبتین
حکاہ الطیبی عن بعض شراح المصابیح اور بھی شیخ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ
تعالیٰ نے کتنے اوقات اجابت دعا سے شمار فرمائے ہین ایک انمین سے جلسہ کرنے خطیب
کو درمیان خطبتین تحریر کیا العاشر مابین خروج الامام الیٰ ان تقام الصلوٰۃ
الحادی عشر مابین ان یجلس الامام علی المنبر الیٰ ان تقضی الصلوٰۃ الثانی
عشر مابین اول الخطبۃ والفراغ منہا الثالث عشر عند الجلوس بین الخطبتین
اور وقت جلسہ خطیب کے کلام کرنا نزدیک امام ابو یوسف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے درست ہر
تاتارخانیہ مین نقلاً عن الغیاثیہ مرقوم ہر ولو سکت الخطیب حین جلس ساعۃ
قال ابو یوسف یباح لہ التکلم فی تلک الساعۃ اور در مختار مین مثل اسکے مرقوم ہر
اور صحیح بخاری شریف مین کہ اصح الکتب بعد کتاب اللہ کے ہر بیچ باب رفع الیدین فی الخطبۃ
کے صین حالت خطبہ مین دعا مانگنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول اور ثابت ہے
کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم روز جمعہ کے خطبہ فرماتے تھے کہ ایک شخص آیا پس

جمعات مین اقتدائے حضرت والا سے مشرف ہوا حضرت ممدوح قدس سرہ جلسہ بین الخطبتین
مین دعا فرمایا کرتے اور سامعین کو دعا کرتے دیکھکر کبھی انکار نہ فرماتے اور مترجم کے زمانہ
سے پہلے بریلی مین اس امر کا استفتا ہوا مولانا احمد حسین مرحوم تلمیذ اعلیحضرت سید العلما
سند العرفا مولانا السید قدس سرہ الامجد نے جواز اور مشروعیت پر فتویٰ دیا اعلیحضرت
نور اللہ مرقدہ الشریف و فاضل اجل مولانا سید یعقوب علی صاحب رضوی و مولوی
سید محمود علی صاحب بریلوی وغیرہم علمائے کرام نے اسپر مہرین فرمائین یہ فتویٰ مولوی صاحب
مرحوم کے مجموعہ فتاوی مسمی بہ مفید المسلمین مین مندرج و مشمول ہو اطمینان سائل کیلئے
یہان منقول سوال چہ میفرمایند علمائے دین و مفتیان شرع متین بیچ اس مسئلہ
کے کہ بیٹھنا امام کو بعد قرأۃ خطبہ پہلے کے سنت ہو یا نہین اور خطیب کسقدر جلسہ مین
توقف کرے اور یہ اوقات قبولیت دعا سے ہو یا نہین اور دعا مانگنا ہاتھ اوٹھا کے
مستحسن ہو یا نہین الجواب بیٹھنا خطیب کا درمیان دو خطبون کے سنت ہے
چنانچہ صحیح بخاری شریف مین باب القعدۃ بین الخطبتین یوم الجمعۃ مین مرقوم ہو حدثنا
مسدد حدثنا بشر بن المفضل حدثنا عبید اللہ عن نافع عن عبد اللہ بن عمر
قال کان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یخطب خطبتین یقعد بینہما اور اس
بیٹھنے کو سنت بمقدار تین آیات کے عالمگیری مین التصریح بیان کیا ہو والخامس عشر
الجلوس بین الخطبتین ھکذا فی بحر الرائق و مقدار الجلوس بینھما مقدار
ثلاث آیات فی ظاھر الروایت ھکذا فی سراج الوھاج اور بیچ حصن حصین
کی ایک اوقات قبول دعا سے ما بین الخطبتین ہو اور بیچ ظفر جلیل شرح حصن حصین
کہ اس وقت دعا کا مانگنا طیبی سے نقل کیا ہو و ساعۃ الجمعۃ ارجیٰ ذالک ما بین

ہست ۔ اور ایسا ہی بیچ فتوح الابرار کے مرقوم ہے اور بیچ حصن حصین کے ایک آداب دعا بیچ
رفع یدین کو سند حدیث تحریر کیا ہے و رفعہما ع وان یکون رفعہما حذاء المنکبین د مس ہ
یعنے آداب دعا سے ہے اٹھانا دونوں ہاتھوں کا طرف آسمان کے نقل کئے یہ صحاح ستہ
مین اور یہ کہ ہووے ہاتھ اٹھانا برابر مونڈھوں کے نقل کی یہ ابو داؤد و احمد و حاکم نے ۔
اس سے خوب واضح ہوا کہ دعا مانگنا ساتھ رفع یدین کے چاہیئے البتہ خالی ہاتھ اٹھانا بغیر
دعا کے عبث اور بے فائدہ ہے اور یہ بھی واضح و لائح ہوا کہ دعا مانگنا اور ہاتھ نہ اوٹھانا
آداب دعا کے سے دور ہونا ہے واللہ اعلم بالصواب الیہ المرجع والمآب

سید محمد ذاکر علی عفی عنہ

علمای بریلی رحمہم اللہ تعالیٰ کا فتویٰ یہ ہے اور محل وہ

واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم
و علمہ جل مجدہ اتم و احکم
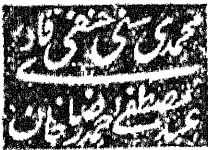
کتبہ عبدہ المذنب احمد رضا البریلوی
عفی عنہ بمحمدن المصطفیٰ النبی الامی
صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

فتوی علمای مدراس

سوال

کیا فرماتے ہیں علمای دین متین و مفتیان شرع متین زادہما اللہ شرفا و تعظیما اس صورت
میں کہ دو خطبوں کے مابین جو خطیب بیٹھتا ہے اس وقت خطیب و سامعین آہستہ دعا

کہا اے رسول اللہ کے ہلاک ہوئے جاتے ہین چارپائے اور ہلاک ہوئے جاتے ہین شاۃ پس
دعا فرماؤ اللہ تعالی سے یہ کہ تر کرے ہمکو پس دراز کئے آپنے مبارک ہاتھ اپنے اور درخواست
دعا کی کی حدثنا مسدد ثنا حماد بن زید عن عبد العزیز عن انس وعن یونس عن
ثابت عن انس قال بینما النبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم یخطب یوم الجمعۃ
اذ قام رجل فقال یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ھلک الکراع وھلک
الشاۃ فادع اللہ ان یسقینا فمد یدیہ ودعا جبکہ کلام کرنا اسوقت مین کلام مجتہد
سے ثابت ہوا اور مانگنا دعا کا عین حالت خطبہ مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت
اور متحقق ہو پس مانگنا دعا کا افضل العبادات سے ہو نزدیک حق تعالی جل علی کے اور وہ
وقت قبولیت دعا کا ہو موافق مرقومہ بالا کے اور اکثر روایات معتبرہ کے اور مانع کلام وغیرہ
کا پڑھنا خطیب کا تھا وہ بھی اسوقت مین نہین ہو کمال مستحسن ہوگا اور بھی بیچ مفتاح الصلوٰۃ
کے دعا مانگنا ہاتھ اُٹھا کے درست فرمایا اور مقدار سب کے بقدر سہ آیات کے مجتبی سے
اور سند اجابت دعا کی صحیح مسلم اور شارح صحیح مسلم امام نووی رحمۃ اللہ علیہ سے ساتھ لفظ
صواب کے نقل کی مفتاح الصلوٰۃ مین مرقوم ہو درمیان دو خطبہ کہ امام بنشیند دعا
بطریق اولی جائز خواہد بود علی الخصوص در احادیث آمدہ ساعۃ الاجابۃ ما بین
ان یجلس الامام فی الخطبۃ الی ان تقضی الصلوۃ کما صح فی صحیح مسلم وجزم
الامام النووی فی شرح مسلم وقال ھو الصواب پس باید کہ در وقت جلوس
کہ در ظاہر الروایۃ مقدار سہ آیت وارد ست کما فی المجتبی وغیرہ ربنا آتنا فی الدنیا حسنۃ
وفی الآخرۃ حسنۃ وقنا عذاب النار کہ عمل بر ظاہر الروایت و احادیث صحیح واقع گردد
اگر دست بر داشتہ بخواند موافق طریقہ دعا کہ در احادیث است واقع گردد و عمل بزرگان نیز

جایز است درمیان دو خطبه که امام نشیند دعا بطریق اولی جایز خواہد بود علی الخصوص در احادیث صحیحه آمده که ساعة الاجابت مابین ان یجلس الامام فی الخطبة الی ان یقضی الصلوٰة کما صح فی صحیح مسلم وجزم بہا الامام النووی فی شرح المسلم وقال ھو الصواب پس باید دانست که در وقت جلوس که در ظاہر الروایت مقدار سه آیت وارد است کما فی المجتبی وغیرہ ربنا اٰتنا فی الدنیا حسنة وفی الاٰخرة حسنة وقنا عذاب النار برعایت معنی بخوانند که عمل بر ظاہر الروایت واحادیث صحیحه واقع گردد واگر دست برداشته بخوانند موافقت طریقهٔ دعا که در احادیث است واقع گردد و عمل بزرگان است انتہی - اما غایة الاوطار ترجمهٔ درمختار میں مذکور وقت دعا کرنے سے جو منع کیا ہے وہ قول معتبر نہیں کما حققه العالم العلامة والحبر الفہامة مولانا محمد سعید رحمہ اللہ فی رسالته نور الکریمتین فی رفع الیدین بین الخطبتین

واللہ اعلم مرقوم ۱۴ جمادی الاخری سنه ۱۳۱۴ ہجری

کتبه عبید اللہ بن صبغة اللہ کان اللہ لہما

اصاب من اجاب
الراجی محمد الله
الجواب صحیح محمود کان اللہ

خادم شرع رسول اللہ
عبید قاضی بلد
مدراس

المجیب مصیب
سید محمد نور اللہ حسین
عفی عنہما

الجواب صحیح - میر حیدر علی کان اللہ له
صح الجواب محمد قدرت حلیم

للہ در المجیب الفقیر الی اللہ محمد خورشید اللہ عفی عنه

ھذا الجواب صحیح غلام محی الدین عفا اللہ عنه

معلوم کیا چاہیئے که غایة الاوطار میں دعا کرنیسے جو منع کیا ہو دعوی بلا دلیل ہو اور منع پر جو روایت

مانگنا اور دعا کے وقت دونوں ہاتھ اُٹھانا حنفی اور شافعی مذہب میں سنت ہے یا نہیں

بینوا توجروا

الجواب

حامداً للہ ومصلیاً ومسلماً علیٰ رسولہ وآلہ

وہ وقت محل اجابت دعا رہنے سے محققین فقہائے شافعیہ وحنفیہ ہاتھ اٹھاکے آہستہ دعا مانگنا کریکے لکھے ہیں اور فقہائے شافعیہ کہتے ہیں کہ خطیب اسوقت سورۂ اخلاص پڑھنا افضل ہے علامہ ابن حجر ہیتمی شافعی اپنے فتوے میں لکھے ہیں سئل عما اذا جلس الخطیب بین الخطبتین ھل یستحب لہ فی جلوسہ دعاء او قراءۃ اولا وھل یسن للحاضرین حینئذ ان یشتغلوا بقراءۃ او دعاء او صلوٰۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم برفع الصوت اولا فاجاب ذکر فی العباب انہ یسن لہ قراءۃ قل ھو اللہ احد وقلت فی شرحہ لم ار من تعرض لندبہا بخصوصہا ویوجہ بان السنۃ قراءۃ شیٔ من القراٰن فیہ کما یدل علیہ روایۃ ابن حبان کان صلی اللہ علیہ وسلم یقرأ فی جلوسہ من کتاب اللہ تعالیٰ فاذا ثبت ان السنۃ ذلک فھو اولی من غیرھا لمزید ثوابہا وفضائلہا وخصوصیتہا قال القاضی والدعا فی ھذہ الجلسۃ مستجاب وعلیہ فللحاضرین ان یشتغلوا بالدعاء لما تقرر انہ مستجاب حینئذ واذا اشتغلوا بالدعاء فالاولی ان یکون سرا لما فی الجہر من التشویش علی بعضھم ولان الاسرار ھو الافضل فی الدعاء لعارض انتھی اور علامہ شیخ عبد الحق محدث جو اجل فقہائے حنفیہ سے ہیں کتاب مفتاح الصلوٰۃ

میں لکھا ہے چون در وقت سکوت امام یعنے قبل از شروع تسبیح وذکر وقرات بروایت صحیح

قاضی عیاض رح نے جلسۂ بین الخطبتین مین مختصر دعا خفیۃً بدون جہر کے کرنے کو مستحب فرمایا ہے۔ اسکے ممنوع و حرام ہونے پر کوئی دلیل قوی ابتک نظر نہین آئی

واللہ تعالے اعلم بالصواب

کتبہ المسکین غلام رسول عفی عنہ

فتوی علمای بنگلور

استفتاء

کیا فرماتے ہین علمائے دین و مفتیان شرع متین اس صورت مین کہ دو خطبے کے مابین جو امام بیٹھتا ہے اسوقت امام اور مقتدیان آہستہ دعا مانگنا اور دعا کے وقت دونون ہاتھ اٹھانا حنفی اور شافعی مذہب مین سنت ہے یا نہین۔ بینوا توجروا

الجواب ہو اللہ الملہم بالحق والصواب

حامدًا ومصلیًا ومسلمًا

صورت مسئولہ مصدرہ مین جاننا چاہیے کہ جلوس بین الخطبتین مین امام اور مقتدیان دعا مانگنا اور دعا کے وقت دونون ہاتھ اٹھانا سنت ہے بالاتفاق حنفیہ اور شافعیہ مین اسکے کل دلائل ہمارے رسالہ احکام الجمعہ مین جو زیر طبع ہے مفصل ہین انشاء اللہ تعالی قریب ہدیہ ناظرین کیا جائیگا بالاجمال واسطے تفہیم مسئلہ کے لکھا جاتا ہے درمختار کے کتاب الجمعہ مین ہو سئل علیہ السلام

ہیں فرماتے ہیں روی البیہقی من طریق ابی الفضل احمد بن سلمۃ النیشاپوری ان مسلما قال حدیث ابی موسی اجود شیٔ فی ھذا الباب واصحہ وبذالک قال البیھقی وابن العربی وجماعۃ وقال القرطبی ھو نص فی موضع الخلاف فلا یلتفت الی غیرہ وقال النووی ھو الصواب وجزم فی الروضۃ بانہ الصواب ورجحہ ایضا بکونہ مرفوعا صریحا وفی احد الصحیحین یعنے روایت کیا امام بیہقی نے طریق ابو الفضل بن سلمۃ النیشاپوری سے تحقیق امام مسلم نے فرمایا کہ حدیث ابوموسی کی ساعت جمعہ میں جو مذکور ہوئی اس باب میں زیادہ مضبوط ہے اور اس حدیث کو امام مسلم نے صحیح تر کہا ایسا ہی صحیح کہا اس حدیث کو امام بیہقی اور ابن عربی اور جماعت محدثین نے اور کہا امام قرطبی نے کہ حدیث ابوموسی کی نص ہے موضع خلاف میں اسی پر عمل کیا جائے اور نہ التفات کیا جائے طرف غیر اس حدیث کے صواب ہونے کا اور ترجیح دی اور کہا امام نووی نے وہی صواب ہے اور جزم کیا روضہ کے کتاب میں اس حدیث کے صواب ہونے کا امام نووی نے اس حدیث کو دو وجہ سے اول یہ کہ حدیث مذکور مرفوع صریح ہے اور دوسرا یہ کہ وہ ایک صحیحین میں مندرج ہے اور علامہ قسطلانی شرح صحیح بخاری کے جلد اول میں فرماتے ہیں ووقع تعیینها فی احادیث کثیرۃ ارجحها حدیث مخرمۃ ابن بکیر عن ابیہ عن بردۃ ابن ابی موسی عن ابیہ مرفوعا انها ما بین ان یجلس الامام علی المنبر الی ان یقضی الصلوۃ رواہ مسلم وابوداؤد ورجح مسلم فیما ذکرہ البیہقی حدیث ابی موسی وبہ قال جماعۃ منهم ابن العربی والقرطبی وقال ھو نص فی موضع الخلاف فلا یلتفت الی غیرہ وجزم فی الروضۃ بانہ الصواب یعنے واقع ہوا تعیین ساعت جمعہ کا

عن ساعة الاجابت فقال مابين جلوس الامام الی ان یتم الصلوٰة وھو
الصحیح یعنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا حال دعا قبول ہونے کی ساعت
کا تو آپ نے فرمایا کہ وہ ساعت امام کے خطبہ سے بیٹھنے سے لیکر اسوقت تک کہ نماز
کو پورا کرے اور یہی صحیح ہے اسکی شرح مین علامہ شامی رد المحتار حاشیہ درمختار کے
جلد اول مین فرماتے ہین ثبت فی الصحیحین وغیرھما عنہ صلی اللہ علیہ وسلم
فیہ ساعة لا یوافقہا عبد مسلم وھو قایم یصلی یسئل اللہ تعالی شیئا
الا اعطاہ ایاہ وفی ھذہ الساعة اقوال اصحہا او من اصحہا انہا فیما بین ان یجلس
الامام علی المنبر الی ان تقضی الصلوٰة کما ھو ثابت فی صحیح مسلم عنہ
صلی اللہ علیہ وسلم ایضا حلیہ یعنے ثابت ہے بخاری اور مسلم وغیرہ مین
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ جمعہ مین ایک ساعت ہے کہ نہین موافق کرے اس
ساعت کو کوئی عبد مسلم حال یہ کہ کھڑے ہو کر نماز پڑھتا ہے سوال کرتا ہے اللہ سے
مگر دیتا ہے اسکو اور اس ساعت مین اصح اور صحیح تر وہ قول ہے کہ صحیح مسلم شریف
کے حدیث شریف مین آیا ہے کہ وہ ساعت مابین بیٹھنے امام کے منبر پر نماز کے پورے
ہونے تک ایسا ہی حلیہ مین بھی ہے اور امام نووی شرح صحیح مسلم کے جلد اول مین
فرماتے ہین والصحیح بل الصواب ما رواہ مسلم من حدیث ابی موسی
عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہا ما بین ان یجلس الامام الی ان تقضی
الصلوٰة یعنے صحیح بلکہ صواب وہ حدیث ہے جسکو امام مسلم نے ابو موسی کی حدیث
سے روایت کیا ہے کہ وہ ساعت درمیان بیٹھنے امام کے منبر پر نماز کے پورے ہوئے
تک ہے اور علامہ ابن حجر عسقلانی فتح الباری شرح صحیح بخاری کے پانچوین پارہ

چونکہ خطیب کو خطبہ پڑھنے کا اتفاق نہیں ہوتا تو دعا کے [illegible]

جو امام خطبہ پڑھنے سے سکوت کرتا ہے اسوقت امام او [illegible]

شیخ فتح محمد محدث مفتاح الصلوٰۃ میں فرماتے ہیں - [illegible]

یعنی قبل از شروع تسبیح و ذکر و قرأت بروایت صحیح جایز شدہ [illegible]

می نشیند دعا بطریق اولی جایز خواہد بود علی الخصوص در احادیث صحیحہ [illegible]

الاجابت ما بین ان یجلس الامام فی الخطبۃ الی ان یقضی الصلوٰۃ کما صح فی

صحیح المسلم وجزم بہ الامام النووی فی شرح المسلم وقال ھو الصواب

یعنی جاننا چاہیے جب وقت سکوت امام یعنی آگے شروع کرنے خطبہ کے تسبیح و [illegible]

روایت صحیح سے جایز ہو درمیان دو خطبے کے جو امام بیٹھتا ہے دعا بطریق اولی [illegible]

علی الخصوص احادیث صحیحہ میں آیا ہے کہ ساعت اجابت [illegible]

ہے نماز کے پورے ہونے تک جیسا کہ صحیح کیا اس حدیث [illegible]

صحت پر امام نووی نے شرح مسلم میں اور کہا یہی صواب ہے [illegible]

شافعی اپنے فتوے میں لکھتے ہیں سئل عما اذا جلس الخطیب [illegible]

یستحب لہ فی جلوسہ دعاء او قرأۃ ام لا وھل [illegible]

ان یشتغلوا بقرأۃ او دعاء او صلوٰۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم [illegible]

الصوت اولا فاجاب ذکر فی العباب انہ یسن لہ قرأۃ فی جلوسہ [illegible]

فی شرح مسلم من تعرض لہ بالخصوص [illegible]

من القرآن فیہ کما یدل علیہ روایت ابن حبان کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم [illegible]

یقرأ فی جلوسہ من کتاب اللہ فاذا ثبت ان [illegible]

جمعہ مین احادیث صحیحہ سے راجح تر ان احادیث سے حدیث ہو ابوموسی کی مرفوعاً تحقیق وہ
ساعت استجابت مابین بیٹھنے امام کے ہو نماز جمعہ کی پوری ہوتے تک روایت کی مسلم نے
اسکو اور ابوداؤد نے بیہقی نے ذکر کیا کہ اس حدیث کو خود امام مسلم نے ترجیح دی ہے
ایسا ہی صحیح اور ترجیح دیا اسکو جماعت محدثین نے امنین سے ابن عربی اور قرطبی ہین اور
کہا امام قرطبی نے وہ حدیث نص ہو موضع خلاف مین پس التفات نہ کیا جاوے طرف
غیر اس حدیث کے اور جزم کیا امام نووی نے روضہ مین اور کہا وہ صواب ہے پس حدیث
مذکور استجابت دعا مین مطلق تھی علمائے حنفیہ وشافعیہ اس سے مراد مقید لئے یعنے وہ
ساعت جلوس بین الخطبتین مین ہو اسوقت امام اور مقتدی آہستہ مانگے جیسا کہ شیخ
عبدالحق دہلوی حنفی محقق حنفیہ شرح سفر السعادت کے بحث تعین ساعت جمعہ مین فرماتے
ہین ولیکن یکے از اقوال کہ در تعیین ساعت جمعہ واستجابت دعا دران آمدہ قولی ہست کہ
در وقت جلوس بین الخطبتین است وطیبی آنرا از بعض شراح مصابیح نقل کردہ است
یعنے ایک اقوال سے تعین ساعت جمعہ مین اور دعا قبول ہونے کی ساعت مین ایک
قول آیا ہے کہ وہ وقت مین امام دو خطبون کے درمیان بیٹھنے کے ہو اور علامہ طیبی حنفی
نے بعض مصابیح کے شارحین سے نقل کیا ہے اور ملا علی قاری حنفی شرح حصن حصین
مین لکھتے ہین فالمراد بالدعاء دعاء الامام فی الخطبۃ والصلوٰۃ لشمول دعائہ
لامتہ او دعاء المامومین بلسان الحال فی مقام الطاعۃ او فی غیر حال القرأۃ
یعنے دعا سے مراد امام کی دعا ہے جو خطبہ ونماز مین ہوتی ہے امام کی دعا جماعت کو
شامل ہو یا مقتدی کی دعا مراد ہے جو لسان حال سے ہو مقام طاعت مین یا دعا مقتدی
کی غیر وقت قرأۃ کے ہو کیونکہ او فی غیر حال القرأۃ کا عطف بلسان حال پر ہے

جلوس بینهما قدر سورة الاخلاص تقریبا لاتباع السلف والخلف وان یقرأ
فیهما شیئا من کتاب الله یعنے مستحب ہو کہ جلوس بین الخطبتین مین کوئی آیت کلام اللہ
کی جیسے ربنا آتنا الایۃ وغیرہ بمقدار سورۃ قل ہو اللہ کے پڑھے واسطے تابعداری سلف وخلف
کے سلف سے لیکر خلف تک اس جلوس مین کوئی آیت قرآن شریف کی پڑھتے تھے اور علامہ
ابن حجر عسقلانی شافعی فتح الباری شرح صحیح بخاری کے باب الجمعہ کے پانچوین پارہ مین فرماتے
ہین واستفید من هذا ان حال الجلوس بین الخطبتین لا کلام فیہ لکن لیس
فیہ نفی ان یذکر اللہ او یدعوہ سرا یعنے اس حدیث سے یہ بات فائدہ دیکھی کہ جلوس
بین الخطبتین مین کلام نہین ہے کلام سے مراد کلام دنیا ہو نہ اللہ کا ذکر یا آہستہ دعا مانگنا
مطلب یہ کہ جلوس بین الخطبتین مین جو دعا آہستہ مانگتے ہین کلام مین داخل نہین اور امام
مناوی تیسیر شرح جامع الصغیر کے جلد دوم مین تشریح مین حدیث شریف کے جو منع الکلام
ہو فرماتے ہین یمنع الکلام یعنے نطق بغیر ذکر و دعاء یعنے کلام کرنا جو ممنوع ہے بغیر ذکر
اور دعا کے ہو مطلب یہ کہ کلام دنیاوی ممنوع ہو اور دعا آہستہ مانگنا جیسے ربنا آتنا الایۃ
وغیرہ) یا ذکر خدا ممنوع نہین جب جلوس ما بین الخطبتین استجابت دعا ٹھہر گیا اور اسمین
آہستہ دعا کرنا سنت ہوگیا تو اٹھانا دونون ہاتھ کا دعا کیلیئے امام اور مقتدی کو سنت شرعی
ہے کیونکہ ہر دعا خارج صلوۃ کو دونون ہاتھ اٹھانا سنت ہے جیسا کہ درمختار کے جلد اول باب
صفت الصلوۃ مین ہو فیرفعهما کالدعاء یس اٹھاوین دونون ہاتھ مانند دعا کے یعنے
دعا مین جیسا ہاتھ اٹھاتے ہین ویساہی اٹھانا علامہ شامی نے ردمحتار حاشیہ درمختار کے
جلد اول مین اسکے حاشیہ مین فرمایا (کالدعاء) ای کما یرفعهما لمطلق الدعاء یعنے
اٹھاوے دونون ہاتھ کو جیسا کہ دو ہاتھ کا اٹھانا ہو واسطے مطلق دعا کے اور شیخ عبدالحق

لمزيد ثوابها وفضائلها وخصوصيتها قال القاضي والدعاء في هذه الجلسة
مستجاب عليه فللحاضرين ان يشتغلوا بالدعاء لما تقرر انه مستجاب حينئذ
اذا اشتغلوا بالدعاء فالاولى ان يكون سرا لما في الجهر من التشويش على بعضهم
ولان الاسرار هو الافضل في الدعاء لعارض یعنے علامہ ابن حجر مکی سے پوچھا گیا
کہ جب امام بیٹھتا ہو درمیان دو خطبوں کے آیا مستحب ہے اس جلوس میں اسکو کوئی دعا
یا کسی سورہ کا پڑھنا یا نہیں اور آیا سنت ہے حاضرین کو دعا کرنا یا سورہ پڑھنا یا درود شریف
بلند آواز سے پڑھنا یا نہیں علامہ نے جواب دیا کہ عباب کی کتاب میں ہے کہ پڑھنا قل ہو اللہ
کا اس جلسہ میں سنت ہے میں نے عباب کی شرح میں لکھا ہے کہ پڑھنا قل ہو اللہ کا اس جلسہ
میں سنت ہے اور میں نے کسی عالم کو نہ دیکھا کہ جسنے خاصۃً سورہ اخلاص کے پڑھنے کو سنت
لکھا ہو اس کلام کی توجیہ یہ ہے کہ سنت یہ ہے کہ جلسہ استراحت میں جلوس بین الخطبتین کے
قرآن شریف سے پڑھا جاوے جیسے ربنا آتنا في الدنيا وغیرہ چنانچہ ابن حبان نے روایت
کی ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جلسہ استراحت میں کلام اللہ سے پڑھتے تھے جب
یہ بات ثابت ہوگئی کہ قرآن کا پڑھنا اس جلسہ میں سنت ہے تو سورۂ اخلاص کا پڑھنا اولیٰ ہوگا
بہ نسبت دوسری سورتوں کے اسلئے کہ اسکی فضیلت اور خصوصیت بڑھی ہوئی ہے اور کہا
علامہ قاضی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ دعا اس جلسہ میں جو جلوس بین الخطبتین ہے مقبول ہوتی
ہے تو حاضرین کو چاہیے کہ دعا کریں حاضرین سے مراد امام اور مقتدیان ہیں اور جب دعا کریں
تو چاہیے کہ آواز بلند نہو بلکہ آہستگی سے ہو اسلئے کہ آواز بلند دعا کرنے سے بعض حاضرین کو
پریشانی ہوتی ہے اور واسطے اسکے کہ آہستہ پڑھنا دعا کا افضل ہے بلند آواز کے پڑھنے سے
علامہ قسطلانی نے شرح صحیح بخاری کے جلد اول باب جمعہ میں فرمایا ہے ویستحب ان یکون

بالا سے معلوم ہوا کہ حنفیہ او رشافعیہ دونوں کے بالاتفاق جلوس بین الخطبتین میں امام اور مقتدیان دونوں ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا سنت ہے اور مترجم درمختار جو اس بارے میں خلاف لکھا ہے اسکا کامل رد ہمارے رسالہ احکام الجمعہ میں ہے مطالعہ کریں پس اہلسنت وجماعت کو ضرور ہے کہ اس فعل کو ترک نہ کریں امام ہو یا مقتدی ۔ واللہ اعلم ۔ مرقوم ۱۵ صفر المظفر ۱۳۱۴ ہجری مطابق ۲۷ جولائی ۱۸۹۶ء روز شنبہ ۔ کتبہ قاضی السید شاہ محمد عبد القدوس قادری الحنفی خطیب وامام جامع مسجد لشکر گاہ بنگلور

ھذا الجواب صحیح المحکم السید محی الدین مہر مدرس مدرسۂ قدسیہ جامع العلوم معسکر بنگلور

ھذا الجواب صحیح السید حسن صانہ اللہ عن الفتن

ھذا الجواب صحیح کتبہ السید شاہ محمد عبد الغفار قادری الحنفی اول مدرس مدرسۂ عربیہ جامع العلوم الواقعۃ فی المسجد الجامع لمعسکر البنجلور صانہ اللہ عن الفتن والشرور

دستخط علمائے شاہجہان پور بر صحت فتوای علمای بنگلور

ھذا الجواب صحیح ۔ کتبہ الٰہی بخش شاہجہانپوری المتخلص بشایق

فتوی علمای حضرات حیدرآباد دکن

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

کیا فرماتے ہیں علماے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ جسوقت امام پہلا خطبہ

دہلوی محقق حنفیہ فتح المنان فی مذہب النعمان مین لکھتے ہین ویستحب رفع الیدین فی الدعا لعموم مطلوبیتہ یعنے مستحب ہے اٹھانا دونون ہاتھ واسطے ہر مطلب کے اور امام عینی بنایہ شرح ہدایہ کے جلد دوم باب استسقا مین فرماتے ہین علم بهذا ان رفع الیدین فی الادعیۃ کلها جایز یعنے جانا گیا اس سے کہ اٹھانا دونون ہاتھ کا سب دعاؤن مین جایز ہے اور علامہ شامی نے قول مقدم کا لدعا کے حاشیہ مین فرمایا من اداب الدعا ان یدعو مستقبلا ویرفع یدیہ یعنے اداب دعا سے ہے دعا کرنا طرف قبلہ کے اور اٹھانا دونون ہاتھ کا اور مفتاح الصلوۃ

مین ہے پس باید کہ در وقت جلوس کہ در ظاہر الروایت مقدار سہ آیت وارد ہست کما فی التجنیس وغیرہ

ربنا اتنا فی الدنیا حسنۃ وفی الآخرۃ حسنۃ وقنا عذاب النار بر عایت معنی بخواند

کہ عمل بر ظاہر الروایت واحادیث صحیحہ واقع گردد و اگر دست بر داشتہ بخواند موافقت طریقہ

دعا کہ در احادیث است واقع گردد وعمل بزرگان نیز ہست۔ یعنے پس چاہئے کہ وقت جلوس جو ظاہر روایت مین مقدار تین آیت کے ہے ربنا اتنا فی الدنیا حسنۃ وفی الآخرۃ حسنۃ وقنا عذاب النار رعایت معنے سے پڑھے جو عمل ظاہر روایت اور احادیث صحیح پر واقع ہوگا اور اگر ہاتھ اٹھا کر پڑھے موافق طریقہ دعا کے جو احادیث مین واقع ہے اور عمل بزرگون کا بھی ہے اور علامہ ابن حجر مکی نے بھی شافعی پر سوال ہوا کہ آیا جلوس بین الخطبتین مین دونون ہاتھ اٹھانا چاہئے یا نہ چنانچہ فتاوے مذکور مین ہے سئل هل رفع الیدین فیہ فاجاب رفع الیدین سنۃ فی کل دعاء خارج الصلوۃ للاتباع رواہ الشیخان وغیرهما من طرق کثیرۃ فی عدۃ مواطن یعنے اس سوال کا جواب علامہ نے دیا کہ جلوس بین الخطبتین مین دو ہاتھ اٹھانا سنت ہے کیونکہ ہر دعا جو خارج نماز ہو اسکا یہی طریق ہے اور ہر دعا خارج صلوۃ کیلئے دو ہاتھ اٹھانے پر بخاری اور مسلم اور دیگر محدثین نے طرق کثیرہ سے بیان کیا ہے پس عبادات

کرتا ہو خدا تعالی کہ پھیرے اوسکو خالی ہاتھ علاوہ ازین دیگر احادیث صحاح سے یہ بات ثابت ہو
کہ خارج صلوٰۃ دعا مین ہاتھ اوٹھانا چاہئے پس ثابت ہوا کہ جلسہ مابین الخطبتین مین ہاتھ
اوٹھا کر دعا مانگنا عند الشرع درست ہے۔ مفتاح الصلوٰۃ جو کہ فقہ مین معتبر کتاب ہو اسمین
صاف حکم لکھا ہو۔ وہو ہذا۔ چون در وقت سکوت امام یعنے قبل از شروع تسبیح وذکر و قرات
بروایت صحیحہ جایز است درمیان دو خطبہ کہ امام نشیند دعا بطریق اولی جایز خواہد بود
علی الخصوص در احادیث صحیحہ آمدہ کہ ساعت الاجابت مابین ان یجلس الامام
فی الخطبۃ الی ان تنقضی الصلوٰۃ کما صح فی صحیح مسلم وجزم بہ الامام النووی
فی شرح المسلم وقال ہو الصواب پس باید دانست کہ در وقت جلوس کہ ظاہر الروایت
مقدار سہ آیت وارد است کما فی المجتبی وغیرہ ربنا آتنا فی الدنیا حسنۃ وفی الآخرۃ
حسنۃ وقنا عذاب النار بہ رعایت معنی بخواند کہ عمل بر ظاہر الروایت واحادیث صحیحہ
واقع گردد و عمل بزرگان ہست۔ صاف اس عبارت سے ہویدا ہوا کہ اسوقت ہاتھ اٹھا کر
دعا مانگنا عند الشرع درست و باحادیث صحیحہ ثابت ہو۔ اور قول مترجم درمختار کا خلاف حدیث
ہے اور جو مخالف حدیث ہے وہ غیر مقبول ہو۔ پس قول صاحب غایۃ الاوطار غیر مقبول ہو
علامۂ دہر فہامۂ عصر مولانا مولوی محمد سعید رح مفتی عدالت حیدرآباد نے اپنے رسالہ
نور الکریمتین فی رفع الیدین بین الخطبتین مین مترجم مذکور کی تردید اور دھوکہ دہی و
ابلہ فریبی خوب ظاہر کردی ہے یہان تردید کی کوئی ضرورت نہین من شاء فلیرجع
الیہا حررہ العبد السید محمد یحیی الحنفی القادری الحیدرآبادی عفی عنہ

ذنوبہ بحرمۃ النبی الہاشمی

سید محمد یحیی حسینی

پڑھکر خطبہ کرتا ہو اوسوقت خطیب اور سامعین کو آہستہ دعا مانگنا اور دعا کے وقت دونون ہاتھ اٹھانا درست ہے یا نہین۔ اور مترجم درمختار صاحب غایۃ الاوطار نے اسوقت دعا کرنیکو غیر مشروع اور حرام اور فعل خلفائی مروانیہ کا لکھا ہو آیا یہ قول مترجم کا صحیح ہو یا نہین بینوا توجروا

الجواب

قول وبحول اللہ اصول واضح ہو کہ جلسہ مابین الخطبتین وہ وقت ہو جسمین دعا قبول ہوتی ہو ابوداود مین یہ حدیث ہو عن ابی بردۃ بن ابی موسی الاشعری قال قال لی عبد اللہ بن عمر اسمعت اباک یحدث عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی شان الجمعۃ یعنی الساعۃ قال قلت نعم سمعتہ یقول سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول ہی ما بین ان یجلس الامام الی ان تقضی الصلوۃ قال ابوداود یعنی علی المنبر ابی بردہ سے روایت ہو کہا انھون نے کہ فرمایا مجھسے عبد اللہ بن عمر نے کیا سنا تو نے اپنے باپ ابوموسی اشعری سے کہ حدیث بیان کرتے تھے جمعہ کی شان مین یعنی ساعت اجابت مین کہتے ہین ابو بردہ کہ مین نے کہا ہان سنا مین نے اپنے والد سے کہ کہتے تھے وہ کہ سنا مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتے تھے آپ وہ ساعت جمعہ کے روز جسمین دعا قبول ہوتی ہو امام کے منبر پر بیٹھنے کے وقت سے یہانتک ہو کہ نماز ادا کیجاتے اور یہی حدیث مسلم شریف مین بھی ہو شارح صحیح مسلم امام نووی نے فرمایا ہو کہ یہی صواب ہے اور اسی پر جزم کیا اور ابوداود مین بروایت سلمان فارسی رضی حدیث ہو قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان ربکم حیی کریم یستحیی من عبدہ اذا رفع یدیہ ان یردھما صفرا فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تمھارا پروردگار زندہ ہو بزرگ ہو جب بندہ اپنے دونون ہاتھ دعا مین اٹھاتا ہو تو شرم

الجواب صحیح | هذا الجواب صحیح | الجواب صحیح والقول نجیح والمجیب المصیب

مجیب نے خوب تحقیق سے جواب لکھا خدا تعالیٰ جزاء خیر عنایت کرے اور مسلمانوں کو اس فتوے پر عمل کرنے کی توفیق دیوے آمین۔ حررہ العبد ملک رحمۃ اللہ کان اللہ لہ ولوالدیہ

الجواب صحیح | المجیب مصیب عبد العزیز عفی عنہ

المجیب مصیب حررہ العبد المذنب محمد الٰہی بخش صدر
المدرسین فی المدرسۃ الدینیۃ الواقعۃ فی بلدہ
حیدرآباد دکن اعاذها اللہ
عن الشرور والفتن

تمت